# دورِ جدید میں ملک بنک(Milk Bank) سے متعلق اسلامی فقہ کا نقطہ نظر

ڈاکٹر الطاف حسین لنگریال ☆

محمد مسلم ☆

The emergence of Human Milk Banks for premature and underweight babies in the early twentieth century raised many questions about the proscription of breastfeeding kinship as are in Islamic Jurisprudence. Many Islamic scholars tries to find its solution in the light of Quran, Sunnah and the sayings of early Imams of Fiqh, but their opinion about this matter was different like the differences of sayings of some Imams, until Islamic Organization for Medical Sciences based at Kuwait and Islamic Fiqh Academy Jeddah, called summits on this issue and decided against the establishment of such banks in Islamic world. The issue seemed to be almost solved until European Council for Fatwa and Research launched an appeal in 2003 against their resolutions and demanded to legitimate the use of Human Milk from these banks for the children of Muslim families in Europe and USA using the public scourge canon (Amoom ul Balwa) of fiqh. This appeal once again opened the door of discussion on this matter. This article is an overview of the sayings of early and modern jurisprudents and pros and cons of human milk banks in the quest of solution of this modern problem in the light of Islamic Sharia, so that a just and balanced opinion may be adopted in this matter as it is motto of Islamic Law. This discussion will also affect many new problems faced by Muslim communities in European Countries as well as Islamic countries in modern era.

Key Words: Milk Bank, Wet Nursing, Raza'at,

فرمانِ الٰہی ہے وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا(1) (زمین میں کوئی جاندار نہیں لیکن اس کا رزق اللہ کے ذمہ ہے۔) اللہ تعالیٰ نے ہر جاندار کے لیے رزق کا بندوبست کیا ہے اور جانداروں میں سے بعض میں بعض کے لیے روزی کا سامان رکھا ہے۔ انسان جانداروں میں سے واحد مخلوق ہے جو اپنے رزق کے بارے میں قبل از وقت تفکرات کا شکار ہو جاتی ہے۔ بچہ جب ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے اور اس قدر کمزور ہوتا ہے کہ خود رزق حاصل نہیں کر سکتا تو اللہ تعالیٰ نے اس حالت میں بھی اس کے لیے رزق کا بندوبست کیا ہے اور ماں کے پیٹ کے تین اندھیروں میں اسے رزق فراہم کرتا ہے اور جب پیدا ہوتا ہے تو ماں کی چھاتی سے اس کے لیے رزق کا اہتمام کر دیتا ہے تا آنکہ وہ سخت غذا کھانے کے قابل ہو جائے۔

* ڈائریکٹر بہاولنگر کیمپس/ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ علومِ اسلامیہ، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاول پور۔

* سکالر، شعبۂ علومِ اسلامیہ، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاول پور۔

وحی زندگی میں اعتدال پیدا کرتی ہے اور اس سے دوری کا نتیجہ یہ ہے کہ مغرب اور مغربی تہذیب سے متاثر ممالک ہر معاملے میں انتہاء پسندی کا شکار ہو جاتے ہیں، پہلے ماؤں کے دودھ کے مضمرات اور Breast Feeding سے نسوانی حسن کے متاثر ہونے کا پروپیگنڈہ کیا گیا اور بچوں کو مصنوعی خوراک پر ڈالا، جب اس کے مضمرات سامنے آئے تو ماں کے دودھ کی اہمیت ان کے دلوں میں جاگی اور پھر اس میں انہوں نے اس قدر شدت اختیار کی کہ ملک بنک قائم کرنا شروع کر دیے۔ اسلام میں چونکہ رضاعت سے بہت سے نئے احکامات پیدا ہوتے ہیں، اس لیے مسلمانوں کے لیے مخلط ملک بنک اتنی آسانی سے قابلِ قبول نہیں تھے۔ مغرب کا معاشرتی ڈھانچہ اس قابل نہیں تھا کہ رضاعی مائیں دستیاب ہوتیں یا ان کا دودھ آسانی سے دستیاب ہوسکتا یہ ان کی مجبوری تھی۔ مسئلہ یہ تھا کہ بہت سے مسلمان بھی وہاں قیام پذیر تھے جو اس مسئلہ سے براہِ راست متاثر ہو رہے تھے، اور مشرق میں بھی طبِ مغرب سے استفادہ کا رجحان اس قدر ہے کہ اگر اہلِ مغرب گوہ کے بل میں گھسیں تو ہم بھی اسی بل میں گھسنے کے لیے تیار بیٹھے ہیں۔ کہنے کو تو یہ صرف ملک بنک کا مسئلہ ہے لیکن اس کی نظیر پر اور بہت سے مسائل کی بنیاد بنے گی اس لیے پر فقہی مباحثہ ضروری ہو گیا۔

**دودھ بنک کا آغاز اور بحث کی ابتداء:**

یورپ میں جب تمام انسانی اعضاء کے بنک قائم ہونا شروع ہوئے، جن میں آنکھوں کا بنک، جلد کا بنک، بلڈ بنک، سیمن بنک، ایگ بنک وغیرہ شامل ہیں، اسی دوران ملک بنک بھی قائم ہوئے۔ ملک بنک میں ایسی خواتین کا دودھ جمع کیا جاتا تھا جو عطیۃً یا قیمتاً دودھ دیتی تھیں اور انہیں جراثیم سے محفوظ کر کے پیکٹوں میں بند کر لیا جاتا تھا اور اطباء جب کسی بچے کو دیکھتے کہ اس کا وزن زیادہ کم ہے یا وہ غذائی کمی کا شکار ہے، یا کسی اور بیماری کی وجہ سے صحیح نشو نما نہیں پا رہا تو اسے ماں کا دودھ تجویز کر دیتے اور بعض اوقات خود اس کی اپنی ماں کے ہاں اس وقت دودھ نہ ہوتا اور معاشرتی صورتحال میں تعاون مفقود تھا، اس طرح کی صورتحال سے نبٹنے کے لیے انہوں نے ملک بنک قائم کرنا شروع کر دیے تا کہ اس طرح کے بچوں کی نگہداشت بروقت کی جا سکے اور انہیں موت سے بچایا جا سکے۔ اس دودھ کو عطیہ کے طور پر یا قیمتاً خرید کر Pasteurize یا Sterile کر کے جراثیم سے پاک کر کے ڈبوں میں بند کر لیا جاتا ہے تا کہ بوقتِ ضرورت دودھ صحیح حالت میں بچوں کے لیے دستیاب ہو سکے۔ بعض اوقات اس دودھ کو صرف فریزر میں منجمد کر لیا جاتا ہے جس کے نتیجے میں یہ دودھ 3 ماہ تک تقریباً صحیح حالت میں باقی رہ سکتا ہے۔ میڈیکل سائنس میں یقیناً یہ ایک بڑا اقدم تھا اور جن اطباء نے یہ شروع کیا انہوں نے انسانیت کی خدمت کے لیے شروع کیا ہوگا۔ یورپ اور امریکہ میں چونکہ خاندانی نظام متاثر ہو چکا ہے اور نام نہاد تہذیب و ترقی کے نام پر وہ بہت سے خاندانی مسائل کا شکار ہیں اگر کسی وجہ سے بچے کو ماں کا دودھ میسر نہ آ سکے تو اس بچے کو دودھ پلانے والی خاندان میں سے بہت کم ملتی ہے کیونکہ کوئی بھی

خاتون دوسرے کے بچے کے لیے پابند ہونا پسند نہیں کرتی۔ مشرقی ممالک میں اور بالخصوص اسلامی ممالک میں بالعموم خاندان میں سے کوئی نہ کوئی خاتون ایسے بچے کو دودھ پلانے کے لیے تیار ہو جاتی ہے اور مرضعہ سہولت سے دستیاب ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے ملک بنک کی ضرورت یہاں بہت زیادہ محسوس نہیں ہوتی۔ ملک بنک کا قیام اپنی جگہ لیکن اسلامی شریعت کے تقاضے اس سے کافی مختلف تھے جس کے باعث سوالات پیدا ہوئے۔

جونہی یہ مسئلہ عوام الناس نے علماء کے سامنے پیش کیا انہوں نے اپنی اپنی رائے کے مطابق فیصلہ دیا اور ان کی رائے میں اختلاف پیدا ہوا جس سے ایک دوسرے کے خلاف قلم و زبان چلنے کے واقعات بھی پیش آئے۔ بعض مفتیانِ کرام نے اسے جائز قرار دیا جیسے کہ مفتی احمد حریدی، جنہوں نے 8 جولائی 1963ء کو ہی اس کے جواز کا فتویٰ دے دیا(2)۔ جبکہ بعض نے اسے بالکل ناجائز قرار دیا۔ اس لیے اس موضوع کو المنظمۃ الاسلامیۃ للعلوم الطبیۃ نے اپنی پہلی ندوۃ میں ہی شاملِ بحث کر لیا، جو کہ 11 شعبان، بمطابق 24 مئی 1983ء میں کویت میں ''الانجاب فی ضوء الاسلام'' کے نام سے منعقد ہوئی۔ اس مباحثہ کے بعد تمام مجامع فقہیہ کی قراردادوں پر اس کی قرارداد کے اثرات نظر آتے ہیں خواہ کسی نے اس سے اتفاق کیا یا اختلاف کیا۔ اس کے متصل بعد مجلس مجمع الفقہ کی ندوہ اس موضوع پر 10-16 ربیع الآخر 1406ھ بمطابق 22-28 دسمبر 1985 کو جدہ میں منعقد ہوئی تا کہ اس طرح کی صورتحال کے بارے میں کوئی شرعی حل دریافت کیا جا سکے۔

### کن بچوں کو دودھ بنک کا دودھ تجویز کیا جاتا ہے؟:

1. ایسے بچے جو Premature (قبل از وقت) پیدا ہو گئے ہوں۔ یعنی 9 ماہ پورے ہونے سے پہلے پیدا ہو گئے ہوں انہیں ایسے دودھ کی بالخصوص زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ یہ بات ثابت شدہ ہے کہ 6 ماہ کے بعد پیدا ہونے والا بچہ زندہ رہ سکتا ہے اور اسی کا فیصلہ حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کے دور میں کیا تھا جب ایک عورت شادی کے 6 ماہ بعد بچے کو جنم دے کر آئی تو حضرت عثمانؓ نے اس پر حد جاری کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت علیؓ نے انہیں روکا اور قرآن کی دو آیات کے تطابق سے مسئلہ کو حل کیا۔ قرآن پاک میں ایک جگہ ہے **وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا** (3) اور دوسری جگہ **وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ** (4) کہ جب حمل اور دودھ کا کہا تو 30 ماہ کا کہا اور جب صرف دودھ چھڑانے کا کہا تو دو سال کا کہا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ کم از کم مدتِ حمل 6 ماہ ہو سکتی ہے (5)۔

2. ایسے بچے جن کا وزن عمر کے حساب سے کم ہو۔ مدتِ حمل آخری حیض سے 280 دن یا فرٹیلائزیشن کے بعد 266 دن بنتی ہے، جس پر کمی زیادتی ہو سکتی ہے۔

3. بعض بچوں کو Infections لاحق ہوتی ہیں جس کی وجہ سے انسانی دودھ اطباء تجویز کرتے ہیں

کیونکہ ان میں انفیکشن ختم کرنے والے Antibodies موجود ہوتے ہیں۔

**رضاعت سے متعلق فقہاء کے مذاہب:**

**مقدار موجبِ تحریم:**

احناف (6) اور مالکیہ (7) کے ہاں رضاعت میں دودھ کی مقدار کم ہو یا زیادہ ہر صورت میں رضاعت ثابت ہوجاتی ہے۔ وہ رضعات کی تعداد کے قائل نہیں ہیں، ان کی دلیل قرآن پاک کی آیت رضاعت **وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ** (8) ہے کہ اس میں کوئی تحدید وارد نہیں ہوئی اس لیے وہ اس چیز پر دال ہے کہ دودھ کثیر ہو یا قلیل مطلقاً موجبِ تحریم ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے، **وَيَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ** (9)، کہ رضاعت اس کو حرام کر دیتی ہے جسے نسب حرام کر دیتا ہے۔ اور ایسا ہی اثر حضرت عبداللہ بن عباس سے موطا امام مالک میں (10) اور انہی سے اور سعید بن المسیب اور عروہ بن الزبیر سے موطا امام محمد میں منقول ہے (11)۔

شافعیہ (12) اور حنابلہ (13) اور زیدیہ (14) کے نزدیک کم از کم پانچ رضعات سے تحریم ثابت ہوتی ہے۔ بعض روایات تین رضعات کی بھی ہیں۔ پانچ رضعات کی دلیل حضرت عائشہؓ کی روایت ہے جس میں ذکر ہے کہ قرآن میں 10 رضعات معلومات نازل ہوئے تھے جو کہ بعد میں پانچ رضعاتِ معلومات سے منسوخ ہو گئے اور آپ ﷺ کی وفات تک یہی قرآن میں پڑھا جاتا رہا ہے (15)۔ ایسے ہی ام الفضل سے روایت ہے کہ ایک بار یا دو بار چھاتی منہ میں لینے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی اسے تین رضعات والے اپنی دلیل بناتے ہیں (16)۔ ایسی ہی ایک روایت حضرت ابو ہریرہ سے بھی ہے (17)۔ جبکہ حفصہ ام المؤمنین نے عاصم بن عبداللہ بن سعد کو اپنی بہن فاطمہ بنت عمر کے پاس دس رضعات پلانے کے لیے روانہ کیا جبکہ وہ دودھ پیتے بچے تھے (18)۔

**امتصاص الثدی اور وجور وسعوط کے بارے میں فقہاء کا موقف:**

امام شعبی، امام ثوری (19)، احناف (20)، مالکیہ (21)، شوافع (22)، حنابلہ (23)، اور زیدیہ (24) کے ہاں وجور وسعوط سے بھی حرمتِ رضاعت ثابت ہو جاتی ہے امتصاص الثدی (پستان چوسنا) ضروری نہیں ہے (25)۔ حقنہ کے بارے میں مالکیہ کے ہاں رضاعت تبھی ثابت ہوگی اگر دودھ پیٹ میں پہنچ کر تغذیہ کا باعث ہو ورنہ نہیں ہوگی (26)۔ حنابلہ کے ہاں رضاعت کا اعتبار بچے کے پینے کے اعتبار سے ہے کہ اگر برتن میں دودھ نکالا اور بچے نے پانچ مختلف اوقات میں پیا تو پانچ رضعات ہوں گے اور اگر ہی بار میں پیا جبکہ نکالا پانچ اوقات میں گیا تھا تو ایک ہی رضعہ قرار دیا جائے گا (27)۔ شوافع اس کی مقدار کے قائل ہیں کہ اگر مقدار پانچ رضعات کے برابر ہو تو 5 رضعات ثابت ہو جائیں گے (28)۔ احناف کے ہاں کان میں ٹپکانے سے یا

احلیل میں قطور سے چونکہ غذائیت کا حصول نہیں ہوتا اس لیے رضاعت بھی ثابت نہیں ہوتی۔ ان امور کو مفطرات پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ یہاں علتِ تغذیہ خود شارع کی طرف سے بیان کردہ ہے(29)۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا لَا رَضَاعَ، إِلَّا مَا أَنْشَزَ الْعَظْمَ، وَأَنْبَتَ اللَّحْمَ(30) رضاعت وہی ہے جو ہڈی کو مضبوط کرے اور گوشت کو بڑھائے۔

لیکن ان سب کے خلاف ایک اہم فقیہ ابن حزم ظاہری کے نزدیک معاملہ بالکل مختلف ہے:

ابن حزم کہتے ہیں: جو کچھ دودھ پینے والا بچہ مرضعہ کے پستان سے اپنے منہ سے چوستا ہے فقط (وہی رضاعت سے حرمت کا باعث بنتا ہے)، پس جسے عورت کا دودھ پلایا گیا اور اس نے برتن سے پیا، یا برتن میں عورت کا دودھ دوہا گیا اور وہ اس تک پہنچایا گیا، یا روٹی کے ساتھ اسے کھلایا گیا، یا اس کے منہ یا ناک یا کان میں انڈیلا گیا، یا اسے بذریعہ حقنہ دیا گیا، پس ان سب سے کچھ حرام نہیں ہوتا اگرچہ پورے عرصے کے دوران اس کی خوراک یہی رہے(31)۔ وہ آیت، وَأُمَّهَاتُكُمُ اللاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ(32) اور حدیث شریف وَيَحْرُمُ مِنُ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنُ النَّسَبِ(33) سے استدلال کیا ہے اس کے علاوہ وہ رضاعت کا معنیٰ لغوی لیتے ہیں، وَلَا يُسَمَّى إِرْضَاعًا إِلَّا مَا وَضَعَتْهُ الْمَرْأَةُ الْمُرْضِعَةُ مِنْ ثَدْيِهَا فِي فَمِ الرَّضِيعِ(34)۔ کہ ارضاع اس کے سوا کسی اور کو نہیں کہا جاتا ہے کہ جو عورت اپنے مرضعہ کے منہ میں اپنا پستان ڈالے۔ ان کے نزدیک اگر اس طرح سے حرمت ثابت ہو تو بھیڑ کے دودھ سے بھی رضاعت ثابت ہونی چاہئے، لیکن عورت کے علاوہ رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔

ابن حزم ظاہری کے ہمنوا شیعہ امامیہ بھی ہیں کہ ان کے ہاں امتصاص الثدی کے بغیر حرمتِ رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔(35)

## مختلط دودھ کا حکم:

احناف کے ہاں اگر دو عورتوں کا دودھ مختلط ہو تو جس کا دودھ غالب ہو اس سے حرمتِ رضاعت ثابت ہوگی، اگر دودھ میں پانی یا دوائی وغیرہ شامل ہو تو غالب کا حکم ہوگا۔ اگر کھانے میں عورت کا دودھ ڈالا اور اسے پکایا جس سے دودھ سخت ہو گیا تو بھی حرمتِ رضاعت ثابت نہیں ہوگی کیونکہ یہ دودھ نہیں بلکہ کھانا بن چکا ہے۔(36)(37)۔

احناف کے ہاں یہ بھی شرط ہے کہ دودھ صرف بناتِ آدم کا ہو، کسی جانور کا نہ ہو اور نہ ہی کسی آدمی کا ہو۔ اگر کسی آدمی کا دودھ آ جائے تو اس سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی (38)۔

مالکیہ کے ہاں اگر دودھ کو کھانے میں ڈالا گیا، یہاں تک کہ دودھ غائب ہو گیا، اور کھانا غالب ہو گیا، عورت کا دودھ نکالا گیا، پھر اسے آگ پر پکایا گیا یہاں تک کہ گاڑھا ہو گیا اور دودھ غائب ہو گیا یا دودھ میں پانی ڈالا گیا

یہاں تک کہ دودھ غائب ہوگیا اور پانی غالب ہوگیا، یا اسے دوا میں ڈالا گیا اور اسے بچے کو پلایا گیا تو کیا اس سے... کچھ بھی حرام نہیں ہوتا(39)۔

شوافع کے ہاں اختلاط کی صورت میں بھی، اگر دودھ کی مقدار پانچ رضعات تک پہنچ جائے تو حرمت ثابت ہو جائے گی(40)۔اوراس میں وہ غالب ومغلوب کا احناف کی طرح فرق نہیں کرتے اور اگر دوعورتوں کا دودھ مختلط ہوگیا تو غالب دودھ والی اور مغلوب دودھ دونوں سے امومت ثابت ہو جائے گی(41)۔

شوافع کے ہاں ثبوتِ تحریم کے لیے یہ شرط نہیں ہے کہ دودھ پستان سے نکلنے کی حالت پر باقی رہے اگر اس میں ترشی پیدا ہونے سے، جمنے سے، گاڑھا ہونے سے، پنیر بننے سے یا مکھن بننے سے، بالائی سے، تغیر ہو جائے اور اسے بچہ کھالے اور وہ اس کے پیٹ میں پہنچ جائے اور اس سے تغذیہ حاصل ہو جائے تو تحریم ثابت ہو جائے گی(42)۔

جمہور حنابلہ کا موقف مختلط دودھ کے بارے میں یہ ہے کہ دودھ کی کسی مائع یا ٹھوس میں اگر ملاوٹ کر دی جائے تو بھی سب سے حرمت ثابت ہو جائے گی۔ان کے ہاں مطلقاً حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔اگر چہ اس کے خلاف بھی قول موجود ہے لیکن وہ مرجوح ہے۔یہاں حنابلہ دیگر آئمہ ثلاثہ سے مختلف موقف رکھتے ہیں۔

**شک سے رضاعت:**

جمہور فقہاء(احناف(43)،شوافع(44)، مالکیہ(45)،حنابلہ(46)) کے ہاں شک سے احکامات ثابت نہیں ہوتے اس لیے رضاعت بھی ثابت نہیں ہوتی۔اور شوافع کے ہاں اگر عددِ رضعات میں بھی شک ہو تو رضاعت ثابت نہیں ہوتی(47)۔

فقہ حنفی کے مطابق اگر کسی بچے کو کسی گاؤں کی بعض خواتین نے دودھ پلایا ہو اور یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کون ہیں؟ اس آدمی نے اس گاؤں کی کسی لڑکی سے شادی کر لی تو جائز ہے(48)۔

علامہ ابن قدامہ کہتے ہیں، جب رضاعت کے وجود میں شک پیدا ہو جائے، یا عددِ رضاع میں شک ہو جائے کہ وہ پورے ہوئے یا نہیں؟ تو تحریم ثابت نہیں ہوگی کیونکہ اصل اس کا عدم ہے اور یقین شک سے زائل نہیں ہوتا(49)۔اسی طرح سے زیدیہ کے ہاں بھی شک سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی، شیعہ امامیہ کے ہاں بھی شک سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی(50) نیز یہ بھی شرط ہے کہ رضاعت وطی شرعی سے حاصل ہو(51)۔

**دودھ بنک(Milk Bank) کے مجوزین کے دلائل:**

دودھ بنک(Milk Bank) کے مجوزین نے اپنے دلائل کی بنیاد مندرجہ ذیل چیزوں پر رکھی:

**منتخب جزوی اجتہاد کی اجازت کا ہونا:**

یہ ایک عصری ضرورت ہے، جس میں منتخب جزئیات پر اجتہاد "**الاجتهاد الجزئی الانتقائی**" کی اجازت

اہلِ زمانہ کو ہوتی ہے کیونکہ وہ اپنے مسائل سے زیادہ بہتر طور پر واقف ہوتے ہیں اس لیے انہیں اس کا کچھ نہ کچھ اختیار دیا جاتا ہے۔ بہت سے صحابہ کرام اور فقہاء کے مذاہب جو مدون نہ ہو سکے وہ مدون مذاہب کے ہوتے ہوئے بالکلیہ کالعدم نہیں ہو جاتے بلکہ مستقبل کے مسائل کے حل میں ان سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ اس باب میں فقیہ اللیث بن سعد اور ابن حزم ظاہری کے اقوال سے سہارا لیا گیا۔ نیز اجتہاد کا دروازہ کھلا ہے بند نہیں ہے وہ جدید مسائل کے فقہی حل کے لیے ہی کھلا ہے۔

**شک اور لبن مختلط سے رضاعت کا عدم ثبوت:**

جمہور فقہاء کے نزدیک شک کی صورت میں رضاعت ثابت نہیں ہوتی اس صورت میں بہت سے امور مشکوک ہو جاتے ہیں اس لیے اس سے حرمت ثابت نہیں ہونی چاہیے۔ مرضعہ کے نام میں شک، دودھ کی اصل مقدار میں شک، مرضعات کی تعداد میں شک، دودھ کے مختلط ہونے میں شک، غرضیکہ ہر چیز میں شک ہے تو اس سے رضاعت کیسے ثابت ہوگی؟

چونکہ یہ دودھ مختلط ہے، اور دودھ مختلف کے بارے میں فقہاء حنفیہ کا فتویٰ کافی نرم ہے اس لیے اس سے جواز کا ثبوت لیا جا سکتا ہے۔

فقہ حنفی کی بعض کتب میں صراحت ہے کہ اگر کسی بچے کو کسی گاؤں کی بعض خواتین نے دودھ پلایا ہو اور یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کون ہیں؟ اس آدمی نے اس گاؤں کی کسی لڑکی سے شادی کر لی تو جائز ہے (52)۔ اس جواز سے بھی استدلال کیا جا سکتا ہے کہ خواہ مخواہ شکوک وشبہات میں مبتلا نہ ہوا جائے کیونکہ یقین شک کے ذریعے سے زائل نہیں ہو سکتا۔ شکوک وشبہات سے شرعی احکام ثابت نہیں ہوتے۔ فقہی قاعدہ ہے **اَلْیَقِیْنُ لَا یَزُوْلُ بِالشَّکِّ** کہ یقین شک سے زائل نہیں ہو سکتا۔

ملک بنک کے ذریعے سے بچے کو دودھ فراہم کرنے میں بہت سے امور میں شکوک وشبہات رہتے ہیں، ان میں سے چند امور مندرجہ ذیل ہیں۔

اس خاتون یا خواتین کا علم نہیں ہوتا جن سے دودھ حاصل کیا گیا ہو۔ فقہی قاعدہ اس بارے میں مشہور ہے، جیسا کہ علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں؛ ''جب رضاعت کے وجود میں شک پیدا ہو جائے، یا عددِ رضاع میں شک ہو جائے کہ وہ پورے ہوئے یا نہیں؟ تو تحریم ثابت نہیں ہوگی کیونکہ اصل اس کا عدم ہے اور یقین شک سے زائل نہیں ہوتا۔'' (53)

عورت نے اپنے پستان کا نپل بچے کے منہ میں ڈالا، اور یہ معلوم نہیں کہ دودھ اس کے حلق میں داخل ہوا یا نہیں؟ تو نکاح حرام نہ ہوگا۔ اور ایسے ہی کسی بچی کو اگر بعض گاؤں والوں نے دودھ پلایا ہو، اور یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کون ہیں؟ اور پھر اسی گاؤں میں سے ایک نے اس سے شادی کر لی تو یہ جائز ہے، کیونکہ نکاح کی اباحت اصل ہے جو

کہ شک سے زائل نہیں ہوتی۔اورعورتوں پرضروری ہے کہ وہ ہر بچے کوبغیرضرورت کے دودھ نہ پلائیں اگر ایسا کریں تو اسے یادرکھیں یا اسے احتیاطاً لکھ لیں (54)۔ چونکہ معاملات میں اصل اباحت ہے اوراس کی نفی یقین کے ساتھ ہی ہوسکتی ہے شکوک وشبہات پر احکام رضاعت جمہور کے نزدیک ثابت نہیں کیے جائیں گے۔
ہمارے اس مسئلہ میں یہ بات واضح ہے کہ یہ درحقیقت رضاعت نہیں ہے، اگر اسے رضاعت تسلیم کرلیں تو یہ ایک ضرورت ہے اوراس کا حفظ اور کتابت ناممکن ہے کیونکہ ان کی تعیین نہیں ہوسکتی اور یہ مختلط بغیرہ ہوتا ہے۔ اس لیے شیخ قرضاوی کے نزدیک امور رضاعت میں تحریم میں تنگی پیدا کرنا طلاق کے واقع ہونے میں تنگی پیدا کرنے کی طرح ہے اور دونوں میں توسیع معاون ہے (55)۔

### احوط کی بجائے ایسر پرفتویٰ دیا جائے گا:

احوط کی بجائے ایسر پرفتویٰ دیا جانا چاہئے تاکہ لوگوں پرحرج نہ ہو اور ہمارے فتاویٰ آنے والوں کے لیے رکاوٹ کھڑی نہ ہوں اور دین سے دوری پیدا نہ کریں۔ کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں،"مَا خُيِّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا اخْتَارَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَأْثَمْ" (56)۔(جب کبھی بھی نبی ﷺ کو دو امور میں اختیار دیا گیا تو انہوں نے آسان کو اختیار کیا جب تک کہ وہ گناہ کا کام نہ ہو)۔
اسی حدیث سے فقہی قواعد ماخوذ ہیں،: الْأَمْرُ إِذَا ضَاقَ اتَّسَعَ، جب معاملہ تنگ ہوجائے تو اس میں وسعت پیدا کی جائے گی، اور قاعدہ ہے، الضَّرَرُ يُزَالُ، ضرر کو زائل کیا جائے گا، اور قاعدہ ہے، الضَّرُورَاتُ تُبِيحُ الْمَحْظُورَاتِ، ضرورات ناجائز امور کو مباح کردیتی ہیں۔اس لیے یہاں بھی اسی اصول پر آسان کو اختیار کرنا چاہئے۔
فقہاء کا کام تشدید پیدا کرنا نہیں ہے بلکہ رخصت فراہم کرنا ہے، جیسا کہ مشہور فقیہہ اور محدث امام سفیان ثوری کا فرمان ہے،

"إنما العلم عندنا الرخصة من ثقة ، فأما التشديد فيحسنه كل أحد"(57)

بے شک علم ہمارے نزدیک ثقہ سے رخصت کا نام ہے، پس سختی کو تو ہر کوئی اچھا سمجھتا ہے۔
احوط پرعمل کرنا آدمی کا اپنا ذاتی فعل ہونا چاہئے نہ کہ فقہاء اپنے فتاویٰ میں احوط پرفتویٰ دینا شروع کردیں بلکہ انہیں چاہئے کہ وہ رخصت پر ہی فتویٰ دیں۔

### ایک پیکٹ میں لبنِ مختلط کا صحیح تناسب:؟

شوافع (58) اور حنابلہ (59) کے نزدیک پانچ رضعات سے کم سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی، کیونکہ اس سے کم مقدار سے گوشت کا بننا اور ہڈی کا مضبوط ہونا ثابت نہیں ہوتا، نیز بعض احادیث بھی اس موضوع پر واضح ہیں۔تو آیا کس کس خاتون کا دودھ پیکٹ میں اتنا تھا کہ اس کی مقدار پانچ رضعات کے برابر ہوسکتی تھی یا نہیں؟

واضح رہے کہ احناف اور مالکیہ (60) کے ہاں کم ہو یا زیادہ بہرحال حرمتِ رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔لیکن لبنِ مختلط کی صورت میں احناف اور مالکیہ کے ہاں تحریم صرف اس سے ثابت ہوگی جس کا دودھ سب سے زیادہ تھا،لیکن اگر یہ معلوم نہ ہو سکے تو شک کی بنا پر کسی سے تحریم ثابت نہ ہوگی۔شوافع کے نزدیک اس وقت تک تحریم ثابت نہ ہوگی جب تک کہ پانچ رضعات کے بقدر دودھ پینا ثابت نہ ہو جائے۔صرف حنابلہ کے نزدیک اگر ایک سے زیادہ خواتین کا دودھ مختلط ہے تو سب سے تحریم ثابت ہو جائے گی۔

اور ابو یوسف اور محمد نے کہا ہے کہ غالب کا اعتبار کیا جائے گا بس ابو حنیفہؒ کہتے ہیں کہ اس سے دودھ کی قوت زائل ہو جاتی ہے یہاں تک کہ وہ پتلا،کمزور دودھ ہو جاتا ہے جس کا علم مشاہدہ سے ہو جاتا ہے۔اور اگر دودھ دواء کے ساتھ،یا تیل کے ساتھ،یا نبیذ کے ساتھ مختلط ہوا اور اگر تو دودھ غالب ہو تو باعثِ حرمت ہوگا اور اگر دواء غالب ہو تو حرمت کا باعث نہیں ہوگا اور غلبہ کا اعتبار بالا جماع ہوتا ہے،کیونکہ دودھ کی قوت باقی رہتی ہے۔اور اگر دودھ پانی سے مختلط ہو جائے اور اگر دودھ غالب ہو تو باعثِ حرمت ہوگا اور اگر پانی غالب ہو تو تحریم واقع نہ ہوگی۔... اور اگر دو عورتوں کا دودھ مختلط ہو جائے تو امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ حکم غالب کا لگے گا اور اس سے تحریم ثابت ہو جائے گی دوسرے سے نہیں۔اور محمد اور زفر کے نزدیک دونوں سے تحریم ثابت ہو جائے گی حرمت کے باب میں احتیاط کی وجہ سے ان دونوں کے نزدیک ملغوب کا شرع میں کوئی اعتبار نہیں ہے (61)۔

## لبنِ مختلط پر فقہاء کی آراء کا ملک بنک پر اثر:

اس صورتحال کو سامنے رکھتے ہوئے ہمارے سامنے اس طرح سے صورتحال سامنے آتی ہے کہ اگر ایک لبنِ مختلط کی پیکٹ سے بچے کو دودھ پلایا جائے تو احناف اور مالکیہ کے ہاں صرف اس خاتون سے رضاعت ثابت ہوگی جس کا دودھ سب سے زیادہ تھا،شوافع کے ہاں اگر پانچ رضعات کے بقدر ایک خاتون کا دودھ پیا تو رضاعت ثابت ہوگی اور اگر پانچ رضعات سے کم مقدار میں دودھ پیا تو رضاعت ثابت نہ ہوگی۔اگر ہر خاتون سے پانچ رضعات سے کم دودھ پیے،اور چاہیے پورے دو سال ہی بچہ کیوں نہ دودھ پیتا رہے رضاعت ثابت نہیں ہوگی۔صرف حنابلہ کے نزدیک تمام عورتوں سے رضاعت ثابت ہو جائے گی جن کا دودھ اس پیکٹ میں شامل تھا۔اسی طرح صرف ظاہریہ کے ہاں کسی سے بھی رضاعت ثابت نہیں ہوگی کیونکہ اس میں امتصاص الثدی نہیں ہوا۔

دودھ بنک میں دودھ بالعموم ایک سے زیادہ خواتین کا ہوتا ہے اور طرح سے سب سے غالب دودھ والی سے تو حرمتِ رضاعت ثابت ہوگی اور مغلوب دودھ والیوں سے حرمتِ رضاعت ثابت نہیں ہوگی،امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک لیکن امام محمد اور امام زفر کے نزدیک حرمت سب سے ثابت ہو جائے گی۔ایک بات جو قدرِ مشترک کے طور پر سامنے آتی ہے وہ کم از کم ایک خاتون سے تو ہر پیکٹ میں سے حرمتِ رضاعت کا

ثبوت ہے جمہور کے نزدیک سوائے ظاہر یہ کے۔ دو سال کے دوران نہ جانے بچہ کتنے پیکٹ استعمال کرے اور ہر پیکٹ میں سے غالب والی سے بھی اگر حرمت ثابت کریں تو ان کی تعداد بہت زیادہ ہو جائے گی جس کا ریکارڈ رکھنا اور اور شادی کے وقت سب کی کھوج کرنا ایک مشقت طلب کام ہے۔

دین کے احکامات ظنیت سے ثابت نہیں ہوتے، کیونکہ محض ظن تو اکذب الحدیث ہے، اور ارشادِ باری تعالیٰ ہے ،إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا(62)

## مخالفین ملک بنک کے دلائل کے جوابات:

الاستاذ دکتور یوسف القرضاوی صاحب نے دودھ بنک کے مخالفین کے دلائل کے جو جوابات دیے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے:

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ دودھ بنک اس لیے ناجائز ہیں کیونکہ اس سے حذر کرنا ہی احوط ہے، اور احوط پر عمل کرنا دینداری کے زیادہ قریب اور شبہات سے زیادہ دور ہے۔ جو شبہات میں پڑے گا وہ بالاخر حرام میں مبتلا ہو جائے گا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جب آدمی خالصتاً اپنی ذات کے لیے عمل کرتا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ احوط اور احتیاط پر عمل کرے۔ لیکن ہمارے لیے مسئلہ عام اور معتبر مصلحتِ اجتماعی ہے اور اہلِ فتویٰ کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ محکم نصوص سے تجاوز کیے بغیر اور ثابت قواعد سے تجاوز کیے بغیر آسانی پیدا کریں اور مشکلات پیدا نہ کریں۔ اسی وجہ سے فقہاء نے موجباتِ تخفیف بنائے ہیں جن میں عموم البلویٰ ہے جس میں لوگوں کے حال کی رعایت کرتے ہوئے ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کیا جاتا ہے۔ ہمارا زمانہ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اس زمانہ میں رہنے والوں کے لیے نرمی اور آسانی پیدا کی جائے۔ ہمارے سامنے دو صورتیں تھیں احوط یا آسان، یا پھر نرم یا منصفانہ۔ اس موقع پر ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم احوط کے مطابق فیصلہ نہ دیں بلکہ آسانی اور فیاضی کے مطابق فیصلہ دیں کہ جس پر یہ دین قائم ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سوال کے جواب میں کہ کونسا دین اللہ کے نزدیک پسندیدہ ترین ہے، فرمایا ہے، الْحَنِيفِيَّةُ السَّمْحَةُ(63) (کہ وہ ایسا دین ہے جو سچا، پختہ اور فیاضانہ ہو)۔ اور ایک اور حدیث شریف میں ہے، فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِينَ وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ (64)۔ (بے شک تم آسانی کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو اور مشکل میں مبتلا کرنے والے بنا کر نہیں بھیجے گئے)۔ اور وہ منہج جسے ہم نے ان امور میں اختیار کیا ہے وہ سخت رویہ رکھنے والوں اور بے جا نرمی کرنے والوں کے درمیان میانہ روی اور اعتدال کا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا(65)، کہ اسی طرح سے ہم نے تمہیں امتِ وسط بنا کر بھیجا ہے(66)۔

شیخ عبداللطیف حمزۃ مفتی مصر نے اس سے عدم تحریم کا فتویٰ دیا اور انہوں نے احناف سے استدلال کیا تھا کہ ان کے ہاں شرائط رضاعت کا تحقق مکمل طور پر نہیں ہوتا۔

پہلی شرط یہ ہے کہ وہ دودھ عورت کا ہو، اور بچے کے پیٹ میں منہ کے راستے سے پہنچے اور وہ پانی، دوا، بھیڑ بکری وغیرہ کے دودھ سے یا کھانے کی دیگر اقسام سے مختلط نہ ہو، اگر مختلط ہو، اور اس کے بعد آگ پر پکایا جائے تو اس سے تحریم ثابت نہیں ہوگی۔ اگر اسے آگ نہ چھوئے تو بھی اس سے تحریم واقع نہ ہوگی امام ابوحنیفہ کے نزدیک کیونکہ ان کی نسبت کھانے کی طرف ہو جائے گی خواہ وہ غالب ہو یا مغلوب۔ کیونکہ جب کوئی ٹھوس چیز مائع میں شامل کی جائے تو وہ طبعًا مائع ہو جاتی ہے تو حکم بعد والے کا لگے گا اور اعتبار غلبہ کا ہوگا، اگر دو عورتوں کا دودھ مختلط ہو تو ان میں سے جس کا دودھ غالب ہوگا اس کا اعتبار ہوگا، اگر دونوں کا دودھ برابر ہو تو دونوں سے تحریم ثابت ہو جائے گی۔ اور رضاعت شک سے ثابت نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی تحریم دہی بنے ہوئے دودھ یا پنیر ہوئے دودھ کو کھانے سے ثابت ہوتی ہے۔ اور اگر دودھ خشک پاؤڈر کی شکل میں ہو تو اس سے دودھ کے لفظ کا اطلاق نہیں ہوتا اور جب اسے پانی سے ملایا جائے تو بھی اس سے تحریم ثابت نہیں ہوتی۔ اگر دودھ غیر متعین عورتوں اور غیر متعین تعداد میں عورتوں سے جمع کیا جائے تو عدم تعیین کی بنا پر ان کی اولاد میں تحریم ثابت نہیں ہوگی۔ اگر دودھ مائع حالت میں ہی محفوظ کیا گیا ہو اور پھر بچوں کو دیا جائے تو بھی جہالت کا وصف ہمیشہ باقی رہے گا تو اس مجہول دودھ کے پینے کے نتیجے میں حرمتِ رضاعت ثابت نہیں ہوگی۔ (67)(68)

## اسبابِ رخصت کا تجزیہ اور دودھ بنک میں ممکنہ رخصت کا پہلو:

شریعتِ اسلامی جہاں ضروری ہو وہاں لوگوں کو رخصت دیتی ہے، اور فقہاء کے ہاں رخصت کے اسباب سات ہیں۔ (1) ضعف الخلق، (2) سفر (3) نسیان (4) جہالت (5) اکراہ (6) عموم البلویٰ (7) مرض (69)

دودھ بنک (Milk Bank) کے معاملے میں دو چیزوں کی وجہ سے کسی حد تک رخصت دی جاسکتی ہے ایک جہالت اور دوسرا عموم البلویٰ۔ رضاعت میں جہالت کی وجہ سے بہت سی رعایتیں حاصل ہو جاتی ہیں لیکن یہ جہالت اختیاری نہ ہو بلکہ غیر اختیاری ہو۔ ایسا نہ ہو کہ پیکٹ پر دودھ عطیہ کرنے والی کا نام اس لیے جان بوجھ کر نہ لکھا جائے کہ اس کی وجہ سے بعد میں جہالت یا شبہ کی وجہ سے رعایت حاصل ہو جائے درست نہیں ہے۔ یورپ اور امریکہ کی بعض ریاستوں میں قانوناً دودھ عطیہ کرنے والی کا نام صیغہ راز میں رکھا جاتا ہے تاکہ لوگوں میں دودھ عطیہ کرنے سے ہچکچاہٹ پیدا نہ ہو۔ ایسی صورت میں اضطراری جہالت پیدا ہو جاتی ہے جو کہ ملک بنک (Milk Bank) سے عدم تحریم رضاعت میں جمہور فقہاء کے اصولوں کے مطابق موجبِ رعایت ہو سکتی ہے۔

دوسری صورت جس کی وجہ سے رعایت حاصل ہو سکتی ہے وہ عموم البلویٰ ہے، یورپ اور امریکہ میں چونکہ یہ بنک وافر ہیں اور اطباء ان کے دودھ کو بچوں کے لیے استعمال کرتے ہیں اور اس کی ترغیب دیتے ہیں، عوام الناس اطباء کی رائے خلاف اپنی لاعلمی کے باعث نہیں چل سکتے بلکہ وہ مجبور ہیں کہ اطباء کی رائے کا احترام کریں۔ یہ

عموم البلویٰ کا مسئلہ صرف یورپ اور امریکہ میں ہی ہے اسلامی دنیا میں ایسا کوئی مسئلہ ابھی تک پیش نہیں آیا۔ صرف مصر اور ایران میں اس کے جواز کا فتویٰ ہے لیکن عوامی ردِ عمل کے خطرے کے پیش نظر اس کے قیام کو مؤخر کیا گیا ہے اسی طرح سے ترکی چونکہ باوجود اسلامی ملک ہونے کے سیکولر ملک متصور ہوتا ہے وہاں بھی عوامی رائے کے احترام کی وجہ سے ملک بنک آج تک قائم نہیں ہوسکا۔ اس اصول پر رعایت حاصل کرنے اور اس رعایت کے موافق فتویٰ دینے میں بھی اسی وجہ سے اختلافات موجود ہیں۔ **مجلس الاوربی للافتاء والبحوث** اپنے علاقے میں موجود عموم البلوی کی وجہ سے اس کے جواز کا فتویٰ دیتی ہے لیکن اسلامی ممالک کے مجامع الفقہی بالعموم اس کے جواز کے قائل نہیں ہیں، ان کا موقف ہے کہ جب تک عوام الناس کسی چیز میں مبتلا نہ ہوں عموم البلویٰ نہیں بنتا۔ یہاں بچوں کی ایک بہت قلیل تعداد اس کی محتاج ہے۔ اور فقہی قاعدہ ہے، **العبرۃ للغالب الشائع لا للقلیل النادر** کہ اعتبار غالب اور شائع کا کیا جائے گا قلیل اور نادر کا نہیں کیا جائے گا۔

## دودھ بنک کے مانعین اور ان کے ادلّہ:

## دودھ بنک کے خطرات وخدشات:

1. اسلامی معاشرے میں ان سے سب سے زیادہ خدشات لاحق ہیں کیونکہ یہ ایک دینی مسئلہ ہے اور وہ یہ ہے کہ کئی ماؤں سے دودھ کا جمع کرنا اور انہیں آپس میں خلط کر دینا اور پھر اسے بچے کو اس حال میں دینا کہ ان خواتین کی کوئی معرفت نہ ہو جن کا دودھ اسے پلایا جا رہا ہے، اور جب ایسی جہالت پیدا ہو جائے تو یہ خدشہ ہے کہ کل کلاں رضاعی بھائی اپنی رضاعی بہن سے نکاح کر لے یا اپنی رضاعی خالہ، رضاعی پھوپھی سے نکاح کر بیٹھے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو چیز نسب سے حرام ہوتی ہے وہی چیز رضاعت سے بھی حرام ہوتی ہے۔ قطع نظر فقہاء کے مناقشات کے اس سے بچنا ہی بہتر ہے اور جمہور فقہاء کی رائے بھی یہی ہے۔
2. اعلیٰ تکنیکی صلاحیتیں رکھنے والے ممالک جیسا کہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ وغیرہ میں بھی ملک بنک میں دودھ کو جمع کرنا نہایت کلفت کا موجب ہے اور اس کے لیے بہت سے اخراجات کرنا پڑتے ہیں۔ اس طرح کا جمع شدہ دودھ خورد بینی جانداروں (Microbes) کا شکار ہو جاتا ہے اور اس کے بعض خصائص اور خوبیاں ڈی کمپوزیشن (Decomposition) کے نتیجے میں ضائع ہو جاتی ہیں جو کہ مائیکروبز کے نتیجے میں یا وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ ہوتا رہتا ہے۔ دیگر ممالک میں تو صورتحال اور بھی زیادہ خراب ہوتی ہے۔ اور پھر اس کی ضرورت بھی بہت ہی کم پڑتی ہے۔
3. ترقی پذیر ممالک میں ملک بنک کے معاملے میں یہ تکالیف اور بھی زیادہ ہیں کیونکہ یہاں تکنیکی صلاحیتیں اور صفائی کا معیار اس قدر اچھا نہیں ہے، اس پر آنے والے اخراجات کے مقابلے میں اس کے فوائد

بہت کم ہیں اور یہاں دودھ کو زیادہ عرصہ تک مائیکرو آرگنزمز (Organisms Micro) سے اور ڈی کمپوزیشن (Decomposition) سے بچانا نہایت مشکل امر ہے۔

4. دکتور جبر (وزیر صحت مصر اور استاذ طب الاطفال اور اطباء کی ایسوایشن کے رئیس) کہتے ہیں کہ یورپ اور امریکہ میں ہوسکتا ہے کہ ملک بنک (BankMilk) نے کچھ کامیابی حاصل کی ہو، لیکن مصر میں ان کی مطلقاً ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہاں طبعی رضاعت مشکل نہیں ہے کیونکہ 85 فیصد مائیں اپنے بچوں کو خود دودھ پلاتی ہیں اور باقی کو بھی مرضعہ کی صورت میں طبعی دودھ میسر ہوجاتا ہے اور جو تھوڑی تعداد باقی بچ جاتی ہے انہیں مناسب مصنوعی دودھ دستیاب ہوجاتا ہے یا رضاعت کے دیگر متبادلات دستیاب ہوجاتے ہیں۔

5. اگر اسے مشروع تسلیم کرکے اجازت دے بھی جائے تو بھی اس سلسلے میں بہت مشقت کرنا پڑے گی۔ دودھ کو جمع کرنا بذاتِ خود بہت مشقت طلب اور وقت کا ضائع کرنے والا امر ہے، اس کے علاوہ اس کی Sterilization یا Pasteurization، پھر اسے خشک کرنا، محفوظ کرنا بہت سے اعمال سرانجام دینا پڑتے ہیں تب جاکر یہ دودھ کسی بچے تک پہنچنے کے قابل ہوتا ہے، اور تب بھی بچے کو دودھ دینے کے دوران یہ آلودہ ہوسکتا ہے، جبکہ رضاعت کی صورت میں یہ پانی کی طرح سے قدرتی طور پر محفوظ شدہ اور خالص دودھ پی سکتا ہے (70)(71)۔

6. دکتور مصطفیٰ حمامی وکیل وزارۃ صحت مصر کا موقف تھا کہ غذائیت میں بچے کے لیے سب سے اعلیٰ مقام پر ماں کا دودھ ہے جس کا بچے کو دینا بھی آسان ہے اور محفوظ کرنے کا انتظام بھی قدرت کی طرف سے ہے اگر ماں کے پاس دودھ وافر ہو تو اسے نہ تو رضاعت کی ضرورت ہے نہ ہی ملک بنک کے دودھ کی اور نہ ہی کسی مصنوعی دودھ کی۔ اور مصر میں زیادہ دودھ رکھنے والی عورتیں بھی زیادہ سے زیادہ یومیہ ایک لٹر دودھ پیدا کرسکتی ہیں جو کہ درحقیقت ایک ہی بچے کے لیے کافی ہے نہ کہ ملک بنک میں جمع کرانے کے لیے۔ دوسرا رضاعت سے مقصود ماں اور بچے کے درمیان ایک رابطہ اور تعلق قائم کرنا بھی مقصود ہے اور یہ طبعی طور پر ہی ہوسکتا ہے نہ کہ بنک کے طریقے سے، نیز اتنی مائیں جو دودھ عطیہ کریں کہاں سے لائیں گے؟ کیا ایسی ماں سے لیا جائے گا جس کا بچہ وفات پاگیا ہے؟ یا جس کا بچہ موجود ہے؟ اور جس کا بچہ صحیح موجود ہے وہ دودھ کا زیادہ حقدار نہیں ہے ملک بنک کی جگہ پر؟ کیا ملک بنک کا دودھ ہسپتالوں میں صرف خاص حالات میں شدید ضرورت مند بچوں کے لیے ہی ہوگا یا مالدار لوگوں کے لیے ہوگا جو اپنے بچوں کو اپنا دودھ پلانے کی بجائے بنک سے خرید کر دودھ مہیا کررہے ہوں۔ (72)

7. دکتور عبدالصادق حامد الاعرج جو میڈیکل پروفیسر ہیں، انہوں نے ملک بنک کی تجارت کا نکتہ اٹھایا کہ اس سے غریب لوگ اس کی تجارت میں مشغول ہوجائیں گے اور غریب مائیں اپنا دودھ اپنے بچوں کی

بجائے امراء کے بچوں کو مہیا کرنا شروع کر دیں گی جس سے غرباء کے بچوں کی صحت اور بھی زیادہ متاثر ہوگی لیکن صحت امیر کے بچے کی بھی کما حقہ برقرار نہیں رہ پائے گی۔تحقیقات نے ثابت کیا ہے کہ طبعی اور غیر طبعی رضاعت والے بچوں میں نزلہ ہونے کے واقعات میں ایک اور پانچ کی نسبت ہے (73)۔اسی طرح بچوں کو پیچش اور انتڑیوں کی انفیکشن کے واقعات میں بھی واضح فرق موجود ہے۔ نیز معاشرتی بگاڑ کی ایک بنیاد قائم ہو جائے گی (74)۔

8. دکتور علی فہمی، نیشنل انسٹیٹیوٹ آف سوشل اینڈ کرمنل ریسرچ، کے مطابق اگر اس کو جائز قرار دے کر قائم کرنے کی اجازت بھی دے دی جائے تو ایک غلط فیصلہ ہوگا اور ایک معاشرتی فساد قائم ہو جائے گا، اس فساد زدہ معاشرہ میں بہت سے وبائی امراض موجود ہوں گے۔ دودھ کا عطیہ کرنے والی ماؤں کے اصلی بچے اپنے غذا کے طبعی حق سے محروم رہ جائیں گے اس کے ساتھ ساتھ انسانی دودھ کی خرید و فروخت شروع ہو جائے گی جس سے بہت سی مائیں اس کا غلط استعمال کریں گی، جیسا کہ اس وقت خون کی خرید وفروخت اور دیگر انسانی اعضاء کی غیر قانونی خرید وفروخت کے معاملے میں ہے۔ مائیں بھی بالآخر دنیا کا ایک طبقہ ہی ہیں جو اپنی بہت سی مادی ضروریات کے لیے دودھ کی فروخت کے کاروبار میں ملوث ہو جائیں گی، نیز اس طرح سے بہت سی ماؤں کے امراض کے جراثیم اور وائرس اکٹھے ایک ساتھ پیکٹ میں جمع ہو کر جگہ جگہ پھیل جائیں گے جس سے بیماریوں پر قابو پانا مشکل ہو جائے گا۔ خون کی طرح سے دودھ کی سکریننگ کا نظام بھی قائم کرنا پڑے گا (75)۔

9. بیکٹیریا کے بارے میں یہ بات طے شدہ ہے کہ ہر بیکٹیریا مخصوص قسم کے جانداروں میں بیماری پیدا کرنے کا باعث بنتے ہیں ان سے ہٹ کر دیگر جانداروں کے لیے ان کے مضر اثرات نہیں ہوتے۔ گائے، بھینس، بکری میں پائے جانے والے وائرس اور بیکٹیریا میں سے کچھ ایسے ہو سکتے ہیں جو انسان کو بھی نقصان پہنچا سکتے ہوں، لیکن اکثر ایسے ہوتے ہیں جو انسان کے لیے بے ضرر ہوتے ہیں۔ یہ ایک قدرتی رکاوٹ ہے جس سے چھیڑ چھاڑ کرنے سے (بیکٹر یا کے ڈی این اے سے) یہ دیگر جانداروں کے لیے بھی مؤثر ہو سکتا ہے۔

10. دکتور محمد فؤاد اسماعیل، مصر میں دودھ کے محفوظ کرنے کے شعبہ کے ماہر ہیں، کہتے ہیں کہ اللہ نے انسان کو عزت بخشی ہے، ملک بنک (BankMilk) کے قیام سے ان کی حیثیت بھی گائے، بھینس، بھیڑ کے دودھ کی طرح ہو جائے گی، کہ ان کا بھی دودھ جمع کیا جائے گا اور مختلف طریقے استعمال کرتے ہوئے انہیں ٹھنڈا یا خشک کیا جائے گا۔ مناسب نہیں ہے کہ اس صورت کو انسانوں کے لیے شکلاً یا موضوعاً بروئے کار لایا جائے تا کہ ان کی عزت وتکریم میں فرق نہ آنے پائے (76)۔

11. چونکہ دودھ بچے کی سب سے بنیادی ضرورت ہے جس پر اس کی زندگی کا انحصار ہے اور ایسی ضروریات جن کے عدم سے جان کو خطرہ ہو، شارع ان کے بارے میں کوئی نہ کوئی متبادل ضرور مہیا کرتا ہے۔ اگر ماں کا دودھ بچے کو کافی نہ ہو، یا دودھ مطلقاً ہو ہی نہ تو زمانہ قدیم سے یہ رواج چلا آ رہا ہے کہ رضاعت کے ذریعے سے بچے کی پرورش کی جاتی ہے۔قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے رضاعت کے سبب الامومۃ المرضعۃ کا حکم نازل فرمایا ہے۔وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ (77)۔اسی طرح سے رضاعت کے باعث دیگر حرام ہونے والے رشتہ داروں کا تذکرہ موجود ہے، وَأَخَوَاتُكُم مِّنَ الرَّضَاعَةِ(78)۔ یہاں اصل امومت کا حکم ہے اور باقی تمام رشتہ داروں کی حرمت اس امومت کے ثبوت کی محتاج ہے، اس لیے اصل محلِ بحث امومتِ رضاعت ہے جہاں یہ ثابت ہوگی رضاعت کے تمام احکام ثابت ہوں گے اور جہاں یہ ثابت نہ ہوگی رضاعت کے تمام احکام ثابت نہ ہوں گے۔

## جمہور فقہاء کی رائے کا احترام ضروری ہے:

نصوصِ قرآنیہ سے رضاعت سے تحریم ثابت ہوتی ہے اور یہاں یہ رضاعت لغوی نہیں ہے بلکہ رضاعتِ فقہی ہے جس میں بلا امتصاص الثدی یا بامتصاص الثدی عورت کا دودھ بچے کے پیٹ کے اندر پہنچ جائے، اگر چہ یہاں مولود کی عمر اور رضعات کی تعداد اور کثرت وقلت میں فقہاء میں اختلاف ہے لیکن اس چیز پر اتفاق ہے کہ اس سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔ بلا امتصاص الثدی سے عدم تحریمِ رضاعت کے قائل فقہاء میں سے صرف ابن حزم ظاہری اور لیث بن سعد ہیں اور یہ اقوال میں امت میں کبھی بھی متداول نہیں رہے اس لیے ان مرجوح اقوال پر اس مسئلہ کی بنیاد نہ رکھی جائے۔

## لبنِ مختلط کا مسئلہ:

یہ کہنا کہ لبنِ مختلط میں احناف کے ہاں بالکل ہی رضاعت ثابت نہیں ہوتی بھی غلط ہے ان کے ہاں جس کے دودھ کا غلبہ ہے اس سے بہر حال رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔البتہ اگر اس میں کسی عورت کے دودھ کے علاوہ کسی دوا یا کھانے کی چیز کو ملایا جائے تو غالب کا اعتبار ہوگا یا دودھ کے نام کے زوال کا اعتبار ہوگا جیسا کہ اس سے پنیر بنالینا۔

جمہور فقہاء کے قول کے خلاف رعایت دینا کسی طور پر مستحسن نہیں ہے یہ ایک نئے افتراق اور انتشار کا دروازہ کھولنے کے مترادف ہوگا جس سے بچنا بہتر ہے۔ دراصل یہ احوط پر عمل نہیں ہے بلکہ جمہور کے قول کے خلاف فتویٰ ہے۔

جیسے ابن حزم ظاہری کا فتویٰ ہے کہ مطلقاً ملک بنک کے دودھ سے حرمتِ رضاعت ثابت نہیں ہوگی اسی طرح دوسری طرف امام احمد بن حنبلؒ کا فتویٰ بھی ہے کہ لبنِ مختلط کی صورت میں سب سے حرمتِ رضاعت ثابت

ہو جائے گی۔ شوافع کے ہاں بھی اگر پانچ رضعات کے بقدر مقدار پہنچ جائے تو حرمت ثابت ہو جائے گی۔

**انسانی دودھ کی فروخت کا مسئلہ:**

دورانِ مناقشہ المنظمہ کے اجلاس میں یہ چیز بھی زیرِ بحث آئی کہ آیا تکریمِ انسانیت کا تقاضا یہ نہیں ہے کہ انسانی اعضاء کی فروخت کی طرح سے انسانی دودھ کی فروخت بھی ممنوع قرار دے دی جائے تا کہ انسانی تکریم پر حرف نہ آئے؟ دکتور محمد فؤاد اسماعیل، جو کہ مصر کے شعبہ "حفظ و تبرید الالبان" کے سپیشلسٹ ہیں، نے یہ بات اٹھائی کہ انسانی دودھ سے بھیڑوں بکریوں کے دودھ جیسا سلوک نہیں کرنا چاہیئے کہ ان کی خرید وفروخت کی جائے، ٹھنڈا کر کے، محفوظ کیا جائے، جمایا جائے وغیرہ (79)۔ لیکن بعض نے اس کی مخالفت کی کہ رضاعت کے باب میں عورت کو دی جانے والی رقم کا لینا بھی تو اسی قبیل سے ہے اس لیے اسے جائز ہونا چاہیئے (80)۔ فقہاء قدیم نے بھی اس کو جائز رکھا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، فَـإِنْ أَرْضَـعْـنَ لَـكُـمْ فَـآتُـوهُـنَّ أُجُـورَهُـنَّ (81)، کہ اگر (طلاق کے بعد) وہ تمہارے لیے دودھ پلائیں تو انہیں ان کا بدلہ دے دیں۔ حضور علیہ السلام کو بھی حضرت حلیمہ نے اجرت پر دودھ پلایا تھا، زمانہ جاہلیت کی اس رضاعت کی اجرت کو حضور ﷺ نے برقرار رکھا۔ چونکہ یہ بچے کی زندگی کا معاملہ تھا کہ بچے کی زندگی کا انحصار دودھ پر ہے اور بعض اوقات کسی بیماری، موت یا طلاق کے باعث بچے کو دودھ پلانے کے قابل نہیں رہتی تو اس کا حل یہی شریعت نے پیش کیا ہے کہ اجرت پر اسے دودھ پلایا جائے۔ بعض فقہاء نے اس اجرت کو اجارۃ الثدی کی بجائے بچے کی دیکھ بھال کی قیمت کہا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اجارہ دودھ کا ہی ہے (82)۔ اس لیے ملک بنک کے قیام کی ممانعت کی وجہ تکریمِ انسانیت نہیں ہے بلکہ تحریمِ رضاعت سے پیدا ہونے والے مسائل ہیں۔

**بلڈ بنک پر دودھ بنک کو قیاس کرنا:**

اسلامی ممالک میں بلڈ بنک قائم ہیں تو دودھ بنک قائم کیوں نہیں ہو سکتے؟ اس کا جواب الشیخ عبداللہ البسام نے نے دیا کہ ان دونوں کی نوعیت میں بہت زیادہ فرق ہے، کیونکہ بعض اوقات خون سے وہ فوائد حاصل ہوتے ہیں جو کہ دودھ سے حاصل نہیں ہو سکتے۔ خون مریض کو صرف اشد ضرورت کے وقت ہی لگایا جاتا ہے اور وہ ضرورت ہر لحاظ سے طبی نوعیت کی ہوتی ہے۔ لیکن دودھ کی ضرورت بھوک کی وجہ سے ہوتی ہے اور یہ بنیادی ضرورت ہے جس کا طب سے زیادہ عام زندگی سے تعلق ہے، یعنی دودھ کا شمار کمالیات وتحسینیات میں ہوتا ہے۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ دودھ طاہر ہے لیکن خون نجس ہے اس لیے انہیں ایک دوسرے پر قیاس نہیں کیا جا سکتا (83)۔

حرمتِ نکاح کے مسائل کا تعلق نسب اور رضاعت سے ہے جبکہ انتقالِ خون سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی اس لیے اس پر دودھ کو قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ خون سے حرمت کا ثبوت کسی قدیم شریعت یا قانون میں بھی نہیں ملتا

البتہ رضاعت سے اور نسب سے تحریم کے احکامات اکثر شریعتوں میں موجود ہوں۔ اس وجہ سے یہ قیاس درست نہیں ہے۔

**لیث بن سعد کے قول کی استنادی حیثیت:**

دورانِ مناقشہ یہ بات سامنے آئی کہ لیث بن سعد کا قول متعدد کتب میں بلا سند نقل ہے لیکن اس کی کوئی سند لیث بن سعد تک نہیں پہنچتی جس سے اس کی تصدیق یا تردید ہوسکتی ہو۔ محلیٰ ابن حزم اور المغنی لابن قدامہ میں بہت سی احادیث بلا سند منقول ہیں جن کا کوئی ثبوت نہیں ہے اسی طرح سے ہوسکتا ہے کہ یہ قول ہو بالخصوص جبکہ یہ قول جمہور فقہاء کے خلاف بھی ہے تو اس کو بلا دلیل وحوالہ اور سند کیسے قبول کیا جاسکتا ہے؟ (84)

امام احمد کی طرف دو اقوال منسوب ہیں ایک تو آئمہ ثلاثہ کے موافق ہے جبکہ دوسرا قول ابن حزم کے موافق ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ان کا وہی قول قوی ہے جو آئمہ ثلاثہ کے موافق ہے اور اسی پر فتویٰ بھی ہے۔

**ماں کے دودھ کے متبادلات:**

جب ماں کا دودھ دستیاب نہ ہو تو اس کے متبادل بھی موجود ہیں، مشرق میں گائے، بھینس، بکری وغیرہ حیوانات کے دودھ کو بذریعہ بوتل (Bottle Feeding) استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ خشک ڈبہ بند، فارمولا ملک دستیاب ہیں جو کہ ڈاکٹر بچے کی صحت اور اس کی ضروریات کے مطابق تجویز کرتا ہے۔ اگرچہ اس کو بریسٹ فیڈنگ پر کوئی بھی ترجیح نہیں دیتا لیکن جب کچھ دستیاب نہ ہو تو یہ متبادل صورتیں اختیار کی جاتی ہیں (85)۔ یہ ضروری بھی نہیں ہے کہ ہر ماں کا دودھ اپنے بچے کے لیے یکساں مفید ہو، بلکہ بعض اوقات ماؤں کے دودھ میں سمیت یا کسی بیماری کے اثرات موجود ہوسکتے ہیں جس کے بعد متبادلات کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ آج کل جینیٹک انجینئرنگ کے ذریعے سے انسانی جین کی پیوند کاری سے گائے سے انسانی دودھ کے مشابہ دودھ حاصل کیا جارہا ہے، جو کہ اگرچہ انسانی دودھ کہلائے گا تو نہیں لیکن اس کے مشابہ ضرور ہے اور اس میں کسی قسم کی حرمت کا خدشہ بھی نہیں ہے۔

**جدید ٹیکنالوجی سے جہالت کا حل:**

پاکستان میں NADRA کے نام سے قومی ڈیٹا بیس تشکیل دیا گیا ہے جس میں ہر شخص کے تمام خونی رشتہ داروں کا ریکارڈ موجود ہوتا ہے، اسی طرح سے رضاعی رشتہ داروں کا ریکارڈ رکھا جاسکتا ہے۔ یورپ میں شناخت چھپانے کے لیے جو قانون سازی کی گئی ہے اس کا بھی حل موجود ہے کہ ڈبہ پر جن ماؤں کا دودھ ہے ان کے صرف شناختی نمبر لکھیں جائیں، اور بچے کے والدین یا ہسپتال کا عملہ جس بچے کو اس ڈبے سے دودھ پلائے، اور اس پر موجود شناختی نمبروں کو بچے کی پیدائش کے سرٹیفکیٹ میں اور نادرا کے ڈیٹا بیس میں شامل کروادیں۔ اس ضمن میں باقاعدہ قانون سازی کی جاسکتی ہے۔ بعد ازاں جب بچے کی شادی کا موقع آئے تو نادرا کے

ریکارڈ سے یہ اس بات کی تصدیق کی جاسکتی ہے کہ جس خاتون سے اس کی شادی ہونے والی ہے وہ کہیں اس کی رضاعی محرم عزیزہ تو نہیں ہے۔ اس طرح سے نہ تو آیاتِ الٰہی کا مذاق اڑایا جا سکے گا اور نہ ہی آدمی شکوک و شبہات میں مبتلا ہوگا۔ شریعت کے تحفظ کے لیے جدید ٹیکنالوجی کا استعمال کرنا بالکل درست ہے جبکہ پہلے ہی پاکستان میں نکاح کی رجسٹریشن رائج تھی اور اب تو نادرا کے ڈیٹا بیس پر مبنی کمپیوٹرائزڈ برتھ سرٹیفیکیٹس اور میرج سرٹیفیکیٹس بھی لازمی ہو چکے ہیں۔ اس مثال کی پیروی دیگر اسلامی ممالک میں بھی کی جاسکتی ہے اور اگر اسلامی حکومتیں دلچسپی لیں تو یورپ اور امریکہ میں بھی مسلمانوں کے حوالے سے ان کے پرسنل لاز منظور کروائے جا سکتے ہیں۔

لیکن اس سلسلے میں یہ ضروری ہے کہ نادرا بھی اپنے اس سسٹم کو اپڈیٹ کرنے کے لیے علماء کرام کی خدمات حاصل کرے تاکہ اسے صحیح اصولوں پر منظّم کیا جا سکے نیز یہ نظام پرائیویٹ ادارے کی بجائے حکومتی کنٹرول میں ہونا زیادہ بہتر ہے۔

## دودھ بنک (Milk Bank) کا دوسرا پہلو، اس کی حقیقی ضرورت کا حجم:

اس مسئلہ کا دوسرا پہلو جو ندوہ میں زیرِ بحث آیا اور اس نے اس ساری بحث کو ایک دلچسپ موڑ دے دیا وہ یہ تھا کہ اس مسئلہ (بنوک الحلیب) کا اصل حجم کیا ہے؟ یہ سوال اٹھانے والے ڈاکٹر ماہر حتحوت تھے، جو امریکہ کے ایک مشہور ڈاکٹر ہیں انہوں نے اس موضوع پر نہایت دلچسپ انداز میں اعداد و شمار پیش کیے اور اپنے دلائل سے ثابت کیا کہ مسئلہ کا اصل حجم اس قدر نہیں ہے جتنا سمجھ کر اس پر بحث اور اس کے جواز کی کوشش کی جارہی ہے۔

Premature Babies بچوں کی کل تعداد کا محض 7 فیصد ہیں، ان 7 فیصد میں سے بھی ایک فیصد سے کم کو انسانی دودھ کی ضرورت ہوتی ہے۔ دودھ بنک کے قیام سے ہی ریاستہائے متحدہ امریکہ میں یہ سکڑ کر ایک تہائی رہ گئے ہیں۔ لاس اینجلس کے بچوں کے ہسپتال میں اس سوال کے جواب میں جو معلومات حاصل ہوئیں کہ آخری دو سالوں میں جن عورتوں نے ملک بنک کا دودھ اپنے بچوں کو استعمال کرایا ہے ان کی تعداد صفر ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مشکل چھوٹی ہے اور مسلسل سکڑ رہی ہے۔ لیکن بہر حال اس کا احتمال موجود ہے اور ضرورت پڑ سکتی ہے، بعض اوقات مشکل غائب ہونے کے بعد بھی ظاہر ہو سکتی ہے [86]۔

دکتور ماہر حتحوت نے امریکی ڈاکٹروں کے سامنے اس بارے میں جنوری 1983 میں سوالات پیش کیے تو معلوم ہوا کہ دودھ بنک (Milk Bank) امریکہ میں بھی اس وقت خاتمے سے دوچار ہیں جس کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں۔

1. اس کی ضرورت ہی بہت کم پیش آتی ہے۔
2. اس کو محفوظ رکھنے کے لیے اور بنک کی مشینری خریدنے کے لیے بہت تکلف کی ضرورت ہوتی ہے۔
3. دودھ ڈونیٹ کرنے والی ماؤں کی تعداد بھی نادر ہو چکی ہے۔

4. جمع شدہ دودھ وقت گزرنے کے ساتھ فاسد ہو جاتا ہے خواہ اسے حفاظت کے نقطہ نظر سے بنک میں ہی کیوں نہ رکھا گیا ہو، اس میں Microbes پیدا ہو جاتے ہیں جو کہ اس میں موجود بہت سے اجزاء کو Decompose کر دیتے ہیں جس سے اس کے بہت سے فوائد ضائع ہو جاتے ہیں (87)۔

## یوروپی افتاء کونسل کا موقف

**مجلس الاوربی للافتاء والبحوث** نے ان کے اس موقف کو شدت سے رد کر دیا ہے بلکہ انہوں نے اس چیز کے ثبوت پیش کیے ہیں کہ یہ دودھ بنک (BankMilk) کم نہیں ہو رہے بلکہ ان میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے اور اس وجہ سے اس سے پیش آنے والے مسائل بڑھ رہے ہیں۔ اطباء اس کی اہمیت کے قائل ہو رہے ہیں اور ان بنکوں کا دودھ مسلسل بچوں کو پلانے کی سفارش بھی کر رہے ہیں۔ اسلامی ممالک میں یہ مسئلہ واقعتاً ایسا شدید نہیں ہے لیکن مغرب میں یہ مسئلہ سنگین ہے جس کا حل پیش کیا جانا ضروری ہے۔ شمالی امریکہ کی ایسوسی ایشن برائے انسانی دودھ بنک نے اپنی ویب سائٹ پر 13 امریکی انسانی دودھ بنکوں کا ایڈریس دیا ہے (88)۔ مجلس الاوربی للافتاء والبحوث نے اپنے رسالہ میں صرف فرانس کے ادارے Association Lactariumsdes De France(A.D.L.F). کی طرف سے 19 ملک بنکوں کی فہرست دی ہے۔ اسی طرح سے یورپی ایسوسی ایشن برائے انسانی دودھ کے تحت 186 متحرک ملک بنک اور 13 کا منصوبہ زیر غور ہے (89)۔ یورپ میں کل اس وقت 200 ملک بنک، شمالی امریکہ میں 13 اور برازیل میں 210 ملک بنک کام کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر ممالک میں بھی ملک بنک موجود ہیں (90)۔

دکتور رحموت نے جو کہا کہ بعض علاقوں میں گذشتہ سال میں کسی ایک بچے کو بھی ملک بنک کا دودھ نہیں پلایا گیا، یورپ میں گذشتہ سال کے دوران 2282 بچوں کو ملک بنک سے انسانی دودھ پلایا گیا، ان میں سے 0-2 ماہ کے درمیان بچوں کی تعداد 446، 2-6 ماہ کے بچوں کی تعداد 424 اور 6-12 ماہ کے بچوں کی تعداد 129 تھی (91)۔ اس لیے کسی ایک ملک بنک کے ڈیٹا کو سب کے لیے بنیاد نہیں بنایا جا سکتا۔

## فقہاء عصرِ حاضر کی آراء:

عصرِ حاضر کے فقہاء کی آراء اس بارے میں منقسم ہیں، بعض اس کے جواز کے قائل ہیں اور بعض اس کے عدم جواز کے قائل ہیں۔ مجامع فقہیہ میں سے عرب اور اسلامی دنیا سے تعلق رکھنے والے مجامع اس سے تحریمِ رضاعت کے قائل ہیں اس لیے اس کی حوصلہ افزائی نہ کرنے کا مشورہ دیتے ہیں، لیکن یورپ اور امریکہ کے علماء اور مجامع فقہی اس کے خلاف موقف رکھتے ہیں اور ان کے نزدیک اس میں رعایت دینی چاہیے اور وہ دکتور الشیخ القرضاوی اور ان کے حامیوں کے موقف کو زیادہ پسند کرتے ہیں اور اسے موجودہ حالات میں زیادہ بہتر سمجھتے ہیں۔

1983 میں کویت میں ہونے والی ندوۃ الانجاب میں شیخ القرضاوی اور شیخ عبداللطیف حمزہ نے ملک بنک (BankMilk) کی حمایت کی تھی، جبکہ ان کی مخالفت کرنے والوں میں شیخ عبداللہ البسام، شیخ محمد تقی عثمانی، شیخ مختار السلامی، شیخ بکر اَبوزید پیش پیش تھے(92)۔

الدکتور عبدالرحمٰن النجار نے شیخ عبداللطیف حمزۃ کا باقاعدہ رد لکھا(93)۔ جامعہ الملک عبدالعزیز کے شعبہ طبِ اسلامی کے سید محمد احمد الشاطری نے بھی ملک بنک (BankMilk) کے قیام کی شدید مخالفت کی(94)۔

دکتور یوسف القرضاوی صاحب کا مشورہ یہ ہے کہ ملک بنک کی صورت میں ان تمام خواتین کے نام پیکٹ پر لکھنا یا ان کی معلومات حاصل کر کے ان کی تحقیق کرنا ایک مشکل امر ہے اور فقہاء کے اصول کے مطابق اس میں وسعت پیدا کرنی چاہیئے اور جب کچھ فقہاء شک کی وجہ سے حرمت کے قائل نہیں ہیں تو اسی کو قبول کر لینا چاہیئے(95)۔

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اس طرح کے معاملات میں احوط پر عمل کرنا چاہیئے تو اس کا جواب یہ ہے کہ احوط کے نام پر شکوک میں پڑنا مزاجِ شریعت کے خلاف ہے فقہاء کا کام احوط پر عمل کا مشورہ دینا ہی ہے باقی وہ فتویٰ یقین پر ہی دیتے ہیں۔ بالخصوص ایسے معاملات میں جس میں اجتماعی مصلحت پائی جاتی ہو، اہلِ فتویٰ کے لیے بھی حکم ہے کہ یسروا ولاتعسروا کہ آسانی پیدا کرو مشکل پیدا نہ کرو لیکن ایسی آسانی پیدا نہ کرو کہ وہ نصوصِ محکمہ کے خلاف ہو جائے اور ملک بنک کے قیام کے خلاف کوئی ایک محکم نص موجود نہیں ہے ورنہ فقہاء کے درمیان ایسا شدید اختلاف واقع نہ ہوتا۔

مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے ملک بنک (BankMilk) کے قیام کے خلاف موقف پیش کیا ان کا موقف تھا کہ اصل علت امتصاص من الثدی نہیں ہے بلکہ اصل علت اِنشاز العظم و اِنبات اللحم ہے۔ جب اصل علت کو دیکھیں گے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ ملک بنک (BankMilk) سے بھی حرمت ایسے ہی ثابت ہوتی ہے جیسا کہ امتصاص الثدی سے ہوتی ہے۔ حلیب محلوب (دوہا ہوا دودھ) بھی گوشت بڑھانے اور ہڈی مضبوط کرتا ہے اس وجہ سے اس سے بھی حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔ خود دورانِ بحث سالم مولیٰ حذیفہ کا واقعہ بھی اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ اسے جو دودھ پلایا گیا تھا وہ امتصاص الثدی سے نہ تھا بلکہ حلیبِ محلوب کی صورت میں برتن میں تھا۔ طبقات الکبریٰ میں ابن سعد نے اس واقعہ کی تفصیل لکھی ہے اور لکھا ہے کہ سالم اس وقت داڑھی والے تھے ،(إِنَّهُ ذُو لِحْيَةٍ(96))۔

شیخ مصطفیٰ الزرقا نے اس کے دونوں پہلوؤں پر روشنی ڈالی کہ یورپ و امریکہ وغیرہم ممالک میں ان بنکوں کا قیام اور اس پر لاگو ہونے والے قوانین پر ہمارا کوئی اختیار نہیں ہے وہاں الشیخ القرضاوی کے موقف کے موافق اس میں بوجہ شک رعایت کرنا چاہیئے لیکن اسلامی ممالک میں جہاں ہمارا اختیار ہے، ان کے قیام کی حوصلہ شکنی

کی جائے اور اگر اشد ضرورت پیش آ بھی جائے تو اس کا با قاعدہ ریکارڈ رکھا جائے تا کہ خواہ مخواہ شکوک وشبہات ہمارے فعل کی وجہ سے نہ پیدا ہوں۔ کیونکہ شک کے تحقق کی بھی فقہاء کے ہاں شرائط ہیں اور اس سے بچنے کی بھرپور کوشش کرنا بھی ضروری ہے (97)۔

شیخ عبدالحلیم الجندی کے بقول چونکہ یہ امر عام پیش نہیں آ تا اس لیے اس کے جواز کا فتویٰ نہیں دیا جائے گا اگر یہ مسئلہ عام پیش آ تا اور اس سے بچنا مشکل ہوتا تو مشہور فقہی قاعدہ عمومِ بلویٰ کے مطابق فیصلہ دیا جاتا، تب اس کے جواز کی شاید کوئی صورت نکل آتی لیکن موجودہ صورتحال میں اس کے جواز کی کوئی صورت نہیں نکل سکتی۔

دکتور شیخ یوسف القرضاوی اور مفتی شیخ عبداللطیف حمزۃ کا رد باقی فقہاء نے کیا اور ان کی رائے حرمت کی طرف ہی رہی۔ انہوں نے ''ندوۃ الانجاب بالکویت'' میں اپنی یہ رائے دی کہ اس بارے میں شدید احتیاط برتنا ضروری ہے اور اگر واقعتاً کوئی ایسی شدید ضرورت پیش آ بھی جائے تو ہر عطیہ کرنے والی کا نام ریکارڈ میں رکھا جائے، جس بچے کو یہ دودھ فراہم کیا جائے اس کا نام بھی ریکارڈ میں رکھا جائے، بچے والوں کو اس مرضعہ کے بارے میں بتایا جائے۔ اس رائے کے حامی الشیخ بدر المتولی عبدالباسط (أمین الموسوعۃ الفقهیۃ بالکویت)، الدکتور محمد الأشقر (الخبیر بالموسوعۃ الفقهیۃ)، الشیخ إبراہیم الدسوقی (وزیر الأوقاف فی مصر)، الدکتور عمر الأشقر (الأستاذ بکلیۃ الشریعۃ بالکویت)، الشیخ عز الدین تونی (باحث بالموسوعۃ الفقهیۃ)، الشیخ عبد الرحمٰن خالق (وزارۃ التربیۃ والتعلیم بالکویت)، الدکتور زکریا البری (مستشار بیت التمویل الکویتی)، اس کے علاوہ بہت سے اطباء بھی اسی رائے پر تھے جن میں سے الأستاذ الدکتور حسان حتحوت (أستاذ أمراض النساء والولادۃ بجامعۃ الکویت) بھی شامل ہیں (98)۔

## مجامع فقہیہ کی اس بارے میں سفارشات:

المنظمہ الاسلامیہ لعلوم الطبیۃ کویت کے اجلاس کے دوران یہ بات بھی زیرِ بحث آئی کہ اگر اس کی اشد ضرورت پیش آ جائے تو اس صورت میں کیا احتیاطی تدابیر اختیار کی جائیں؟ تو اس میں یہ طے ہوا کہ اوّل تو اس سے بچنے کی کوشش کی جائے اور دیگر متبادلات استعمال کیے جائیں لیکن اگر اس کا قیام ناگزیر ہو ہی جائے تو ہر دودھ عطیہ کرنے والی خاتون، اس کے خاوند (جس کی وطی سے دودھ جاری ہوا، کیونکہ وہ رضاعی باپ بنے گا)، کا نام پیکٹ پر درج کیا جائے، اور اس کے ساتھ وارننگ بھی لکھی جائے کہ اس طرح کی صورتحال سے بچیں کہ رضاعی محرمات کے درمیان نکاح ہو۔ یہ ریکارڈ محفوظ رکھا جائے اور بوقتِ ضرورت اس سے مدد لی جائے تا کہ انساب میں شکوک وشبہات پیدا نہ ہو سکیں۔ اور یہ بھی طے ہوا کہ یہ بنک اگر قائم کرنا ناگزیر ہوں تو صرف بچوں کے لیے ہی قائم کیے جائیں (99)۔

المجمع الفقہی جدہ تابع موتمر نے ملک بنک (BankMilk) کے بارے میں، جو کہ 1-16 ربیع الثانی

1406ھ/ 22-28 دسمبر 1985م کو جدہ میں منعقد ہوئی اس میں بھی عالمِ اسلام میں ملک بنک بنانے سے ممانعت اوران سے دودھ پینے پر حرمتِ رضاعت کے ثبوت کا حکم لگایا(100)۔ بالکل انہیں الفاظ کے ساتھ اس فتویٰ کو ہیئۃ مصادر الفتاوی: المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، نے قبول کیا اور اپنا فتویٰ دیا جو کہ 1610 ربیع الآخر 1406ھ کو www.fiqhacademy.org.sa ویب سائٹ پر نشر ہوا(101)۔اور ھیئۃ کبار العلماء مملکۃ العربیۃ السعودیۃ کے فتویٰ نمبر 15990 میں انہوں نے بھی ملک بنک (BankMilk) کے قیام سے روک دیا(102)۔اس فتویٰ کے نیچے ان کی بحوث العلمیہ والافتاء کی مستقل کمیٹی کے ارکان کے دستخط ہیں جن میں عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز، عبدالرزاق عفیفی، عبداللہ بن غدیان، صالح الفوزان، عبدالعزیز آل الشیخ اور بکر أبوزید جیسے جید علماء شامل ہیں۔

**المجلس الأوربی للإفتاء والبحوث** نے البتہ باقی سب مجامع سے مختلف نقطہ اختیار کیا اور اپنی قرارداد نمبر (12/3) منظور کی جس میں یہ کہا گیا کہ بوقتِ ضرورت ملک بنک کے دودھ سے انتفاع میں کوئی شرعی مانع نہیں ہے، اور اس انتفاع کے نتیجے میں تحریمِ رضاعت کے احکام مرتب نہیں ہوتے، کیونکہ نہ تو اس میں عددِ رضعات کی معرفت ہے، نہ ہی مرضعہ کی صحیح معرفت ہے مزید برآن یہ مختلط دودھ ہے(103)۔

**خلاصۃ الکلام:**

اصل رضاعت میں جو علتِ حرمت حدیث شریف سے ثابت ہوتی ہے وہ ایسی رضاعت سے تحریم کا ثبوت ہے جس سے گوشت بنے اور ہڈی مضبوط ہو، اور یہ علت ملک بنک (BankMilk) کے دودھ میں بھی پائی جاتی ہے اور آئمہ کے فتاویٰ واضح ہیں کہ احناف کے ہاں ایک رضعہ سے اور شوافع کے ہاں پانچ رضعات سے تحریم واقع ہو جاتی ہے۔اسلامی ممالک میں جبکہ رضاعت کا رواج موجود ہے اس کی بہت زیادہ طبی ضرورت بھی نہیں ہے۔میڈیکل سائنس نے بھی ماؤں کے دودھ کے عدم دستیابی کی صورت میں یا عدم توافق کی صورت میں اس کے مناسب متبادلات پیش کیے ہیں جو کہ جواز کی حدود میں بھی آتے ہیں اور سہل الوصول اور سہل الحصول بھی ہیں۔انفیکشن کے خطرات بھی اس کے عدم قیام سے کم ہوں گے، اور یہ پستان سے دودھ پلانے کے قائم مقام نہیں ہے۔انسانی جسم سے باہر نکلنے کے بعد دودھ میں بیکٹیریا کی وجہ سے تخریبی عمل شروع ہو جاتا ہے جس سے اس کے غذائی اجزاء ضائع ہو جاتے ہیں۔اس کے علاوہ معاشرتی طور پر غریب خاندانوں کے عورتوں میں دودھ کی تجارت رواج پانے کا خطرہ ہے جو ایک طرف تو تکریمِ انسانیت کے خلاف ہے اور دوسری طرف خود ان ماؤں کے اپنے بچے دودھ جیسی بنیادی ضرورت سے محروم ہو جائیں گے۔مغربی ممالک میں بھی اطباء بالخصوص جو ملک بنک کی صنعت سے یا بچوں کے علاج معالجہ سے منسلک ہیں، اس وقت ملک بنک کے محفوظ شدہ دودھ سے زیادہ ترجیح Wet Nursing کو دے رہے ہیں، جو کہ درحقیقت اسلامی

ممالک میں رائج رضاعت ہی کی دوسری شکل ہے، اس کا حساب تحریم رضاعت کے امور میں رکھنا آسان ہے اور صدیوں سے اسلامی ممالک میں مروج ہے۔ ان بنکوں کے قیام اور انہیں برقرار رکھنے پر ایک خطیر سرمایہ درکار ہے، جو کہ اگرچہ انسانی جان کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا لیکن اکثر اسلامی ممالک اس سرمایہ کو خرچ کیے بغیر رضاعت کے طریقہ سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ سب سے بڑھ کر ہماری مذہبی روایات اور اعتقادات اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ خواہ مخواہ رضاعی رشتوں کے تقدس کی پامالی کی طرف قدم بڑھایا جائے جبکہ اس کے متبادل حل موجود ہیں۔ نصوصِ شرعیہ اس بارے میں واضح ہیں حدود اللہ سے تجاوز کرنا کسی صورت میں بھی مستحسن نہیں ہے۔ رضاعت سے تحریم پر آئمہ اربعہ کا اتفاق ہے امام ابن حزم ظاہری کا موقف اس بارے میں جمہور کی رائے کے مخالف ہے اس لیے اس کو اختیار کر کے امتِ مسلمہ میں افتراق و انتشار کا دروازہ بلاوجہ نہ کھولا جائے۔ ہمارے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ اہلِ مغرب اگر گوہ کے بل میں گھسیں تو ہم بھی وہیں گھسیں، ان کی ہر بات میں پیروی کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ اپنے کلچر، اپنے مذہب اور عقیدہ کو بھی مدِ نظر رکھنا ضروری ہے۔ خواہ مخواہ جدت کے نام پر حدود اللہ میں دخل اندازی کرنا کوئی مستحسن اقدام نہیں ہے بلکہ کوشش کرنی چاہئے کہ اس طرح کی صورتحال سے بچا جائے۔ لیکن مغربی ممالک میں بسنے والے مسلمانوں کو بھی ان کے حال پر نہیں چھوڑا جا سکتا، وہاں واقعتاً یہ مسئلہ عموم البلویٰ کے درجہ میں آتا ہے تو وہاں کے علماء اس کو زیادہ بہتر سمجھتے ہیں اس لیے وہاں اس کے مطابق ان کا فتویٰ موجود ہے۔ اسلامی ممالک میں ویسے بھی فتاویٰ میں تنوع اور لچک موجود ہے، یہاں بھی دیگر ممالک سے مختلف فتویٰ قابلِ عمل ہوسکتا ہے جبکہ بالخصوص شک سے عدم رضاعت کے بارے میں تصریحات فقہاء کے ہاں موجود ہیں، (اور متفق علیہ بھی ہیں) اور مغربی ممالک میں دودھ عطیہ کرنے والی کے نام کو صیغہ راز میں رکھنے کے قانون کے باعث یہ ایک اضطراری شک ہے، جس کا فائدہ بچوں کو دیا جا سکتا ہے۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ حتی الوسع رضاعت کو فروغ دیا جائے اور مغرب میں مسلمان اپنے اندر اتحاد پیدا کر کے اپنے اس قسم کے بچوں کے لیے NursesWet کا انتظام کریں، اگر حالات زیادہ ہی خراب ہو جائیں تو صرف یورپ کے مسلمان مجلس اور بی کے فتاویٰ سے استفادہ کر سکتے ہیں، دیگر مسلمانوں کے لیے اس فتویٰ سے استفادہ کرنے کی گنجائش نہیں ہونی چاہئے کیونکہ صحیح فیصلہ وہی ہے جس پر مجلسِ اور بی کے علاوہ باقی تمام مجامع متفق ہیں۔

## حوالہ جات وحواشی

(1). هود 6

(2). دار الإفتاء المصرية ، فتاوى دار الإفتاء المصرية،2\146

(3). الاحقاف 15

(4). لقمان 14

(5). ابنِ قدامه المقدسی، أبو محمد موفق الدين الحنبلی، (المتوفى620هـ)، المغنی لابن قدامة، مكتبة القاهرة، 1388هـ – 1968م،9\79

(6). مالک بن أنس المدنی (المتوفى179هـ)، موطأ الإمام مالک، مؤسسة الرسالة1412 هـ2\7 رقم الحديث 1738

(7). أبو الحسن علی بن أحمد الصعيدی العدوی (المتوفى:1189هـ)، حاشية العدوی علی شرح كفاية الطالب الربانی، دار الفكر بيروت،1414هـ – 1994م، 2\115

(8). النساء 23

(9). سعيد بن منصور بن شعبة الخراسانی الجوزجانی (المتوفى:227هـ)، سنن سعيد بن منصور، الدار السلفية الهند، الأولی، 1403هـ –1982م، 1\278 رقم الحديث 971

(10). موطأ الإمام مالک2\7 رقم الحديث 1738

(11). موطأ مالک برواية محمد بن الحسن الشيبانی، المكتبة العلمية، الثانية1\22 رقم الحديث 627

(12). تقی الدين الشافعی،أبو بكر بن محمد بن عبد المؤمن، (المتوفى829هـ)، كفاية الأخيار فی حل غاية الإختصار، دار الخير دمشق، الأولی، 1994، 1\434

(13). أبو القاسم عمر بن الحسين بن عبد الله الخرقی (المتوفى334هـ)، متن الخرقی علی مذهب ابی عبد الله أحمد بن حنبل الشيبانی، دار الصحابة للتراث،1413هـ–1993م.، 1\119

(14). د. عبدالتواب مصطفی خالد معوض، بنوک الحلِيب فی ضوء الشريعة الإسلامية – دراسة فقهية مقارنة، من موقع

http//:www.alukah.net/sharia/0/3724/#ixzz2VME5QOmE

(تاريخ الإضافة: 2008/10/8 ميلادی – 1429/10/8 هجری)

(15). أبو اسحاق إبراهيم بن علی بن يوسف الشيرازی (المتوفى:476هـ)، المهذب فی فقة الإمام الشافعی، دار الكتب العلمية، 3\142

(16). المهذب فی فقة الإمام الشافعی، دار الكتب العلمية،3\142

(17). أبو بكر البيهقی، أحمد بن الحسين بن علی (المتوفى458هـ)، معرفة السنن والآثار، جامعة الدراسات الإسلامية (كراتشی – باكستان)، الأولی،1412هـ – 1991م، 1\558 رقم الحديث

15451

(18). معرفة السنن والآثار، 259\11 رقم الحديث 15456

(19). المغنى لابن قدامة، 173\8

(20). شمس الأئمة السرخسي، محمد بن أحمد بن أبى سهل (المتوفى483هـ)، المبسوط، دار المعرفة بيروت، 1414هـ-1993م، 134\5

(21). المدونة، 295\4

(22). كفاية الأخيار فى حل غاية الإختصار، 435\1

(23). متن الخرقى، 119\1

(24). د. عبدالتواب مصطفى خالد معوض، بنوك الحلِيب فى ضوء الشريعة الإسلامية – دراسة فقهية مقارنة. من موقع

http//:www.alukah.net/sharia/0/3724/#ixzz2VME5QOmE) 26-01-2015; 12:00 PM(

(تاريخ الإضافة:8/10/2008 ميلادى – 8/10/1429 هجرى)

(25). المغنى لابن قدامة، 173\8

(26). المدونة، 295\4

(27). أبو محمد موفق الدين عبد الله بن أحمد بن محمد بن قدامة الجماعيلى المقدسى ثم الدمشقى الحنبلى، الشهير بابن قدامة المقدسى (المتوفى620هـ)، الكافى فى فقه الإمام أحمد، دار الكتب العلمية، الأولى، 1414 هـ – 1994 م، 221\3

(28). كفاية الأخيار فى حل غاية الإختصار، 435\1

(29). المبسوط \5 135

(30). تخریج کے لیے دیکھیں حاشيه مسند الإمام أحمد بن حنبل، طبعه مؤسسة الرسالة، 186\7

(31). أبو محمد على بن أحمد بن سعيد بن حزم الأندلسى القرطبى الظاهرى (المتوفى456هـ)، المحلى بالآثار، دار الفكر بيروت، 185\10

(32). النساء:23

(33). سنن ابن ماجه، 623\1 رقم الحديث 1937، 623\1 رقم الحديث 1938، موطأ مالك برواية محمد بن الحسن الشيبانى، 211\1 رقم الحديث 627، سنن الترمذى، 443\2 رقم الحديث 1446 ،

سنن أبی داود، 2\221، صحیح مسلم، 2\1071 رقم الحدیث 1447

(34). المحلی بالآثار10\185

(35). مجلة مجمع الفقه الإسلامی التابع لمنظمة المؤتمر الإسلامی بجدة،2\282

(36). محمد بن أحمد بن أبی أحمد، أبو بکر علاء الدین السمرقندی (المتوفی: نحو540هـ)، تحفة الفقهاء، دار الکتب العلمیة، بیروت لبنان، الثانیة،1414 هـ – 1994 م، 2\239

(37). عبد الله بن محمود بن مودود الموصلی البلدحی، مجد الدین أبو الفضل الحنفی (المتوفی: 683هـ)، الاختیار لتعلیل المختار، مطبعة الحلبی – القاهرة،1356 هـ– 1937 م، 3\119

(38). المبسوط، 5\133

(39). المدونة2\303

(40). کفایة الأخیار فی حل غایة الإختصار، 1\435

(41). أحمد بن محمد بن علی بن حجر الهیتمی ، تحفة المحتاج فی شرح المنهاج، المکتبة التجاریة الکبری بمصر لصاحبها مصطفی محمد،1357 هـ – 1983 م، 8\286

(42). کفایة الأخیار فی حل غایة الإختصار، 1\435

(43). المغنی لابن قدامة\8 172

(44). المهذب فی فقة الإمام الشافعی،3\146

(45). محمد بن أحمد بن محمد علیش، أبو عبد الله المالکی (المتوفی1299هـ)، منح الجلیل شرح مختصر خلیل، دار الفکر بیروت، 1409هـ/1989م، 4\373

(46). المغنی لابن قدامة\8 172

(47). إسماعیل بن یحیی بن إسماعیل، أبو إبراهیم المزنی (المتوفی264هـ)، مختصر المزنی (مطبوع ملحقا بالأم للشافعی)، دار المعرفة بیروت، 1410هـ/1990م، 8\334

(48). الاختیار لتعلیل المختار، 3\120

(49). المغنی لابن قدامة\8 172

(50). د. عبدالتواب مصطفی خالد معوض، بنوک الحلیب فی ضوء الشریعة الإسلامیة – دراسة فقهیة مقارنة . من موقع

http//:www.alukah.net/sharia/0/3724/#ixzz2VME5QOmE) 26-01-2015; 12:00 PM(

(تاريخ الإضافة:2008/10/8 ميلادى – 1429/10/8 هجرى)

(51). مجلة مجمع الفقه الإسلامى التابع لمنظمة المؤتمر الإسلامى بجدة،2\282

(52). الاختيار لتعليل المختار، 3\120

(53). المغنى لابن قدامة\8 172

(54). الاختيار لتعليل المختار،3\120

(55). المجلس الأوروبى للإفتاء والبحوث، د۔ محمد الهوارى، بنوک الحليب وعلاقتها بأحكام الرضا ع دراسة علمية وفقهية، 12

(56). صحيح البخارى، دار طوق النجاة،الأولى، 1422هـ، 8\160 رقم الحديث 6786

(57). ابن صلاحظ عثمان بن عبد الرحمن، (المتوفى:643هـ)، أدب المفتى والمستفتى، مكتبة العلوم والحكم – المدينة المنورة، الثانية –1423هـ–2002م، 1\112

(58). الشافعى أبو عبد الله محمد بن إدريس(المتوفى:204هـ)، الأم، دار المعرفة بيروت، 1410هـ/1990م، 5\29

(59). وَذَلِکَ أَنْ يَرْضَعَ الْمَوْلُودُ ثُمَّ يَقْطَعَ الرَّضَاعَ ثُمَّ يَرْضَعَ، ثُمَّ يَقْطَعَ الرَّضَاعَ فَإِذَا رَضَعَ فِي وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ مَا يَعْلَمُ أَنَّهُ قَدْ وَصَلَ إلَى جَوْفِهِ مَا قَلَّ مِنْهُ وَكَثُرَ فَهِيَ رَضْعَةٌ، وَإِذَا قَطَعَ الرَّضَاعَ ثُمَّ عَادَ لِمِثْلِهَا أَوْ أَكْثَرَ فَهِيَ رَضْعَةٌ.

رضعۃ یہ ہے کہ بچے کو دودھ پلائے پھر دودھ ہٹادے پھر پلائے، پھر ہٹادے۔اگر ایک بار دودھ پلایا،اور یہ نہ جانتا تھا کہ وہ اس کے پیٹ میں پہنچا ہے؟کم یا زیادہ،تو یہ ایک رضعہ ہے۔اور جب دودھ پلانے سے ہٹادیا پھر ایسا ہی یا اس سے زیادہ دہرایا تو یہ ایک رضعۃ ہے۔الأم،5\29

(60). منح الجليل شرح مختصر خليل، 4\373

(61). تحفة الفقهاء، 2\239

(62). يونس 36

(63). أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيبانى (المتوفى:241هـ)، مسند الإمام أحمد بن حنبل، مؤسسة الرسالة، الأولى، 1421 هـ – 2001 م، 4\17 رقم الحديث 2108

(64). صحيح البخارى، 8\30 رقم الحديث 6128

(65). البقرة 143

(66). المجلس الأوروبى للإفتاء والبحوث،يص12

(66) .ندوة الإنجاب المنظمة الإسلامية للعلوم الطبية ، ص458–459

(68). المجلس الأوروبی للإفتاء والبحوث، ص12

(69). عبد الله بن يوسف بن عيسى بن يعقوب اليعقوب الجديع العنزى، تيسيرُ علم أصول الفقه، مؤسسة الريان للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت لبنان، الأولى،1418 هـ – 1997 م، 1\63

(70). ندوة الإنجاب فى ضوء الإسلام، المنعقدة بالكويت 11/ 8/ 1403 هـ (24/ 5/ 1983م) بإشراف وتقديم د. عبد الرحمن، رئيس المنظمة الإسلامية للعلوم الطبية الكويتى صفحة ص460

(71). مقال دكتور محمد على البار، بنوک الحليب، مجلة مجمع الفقه الإسلامى التابع لمنظمة المؤتمر الإسلامى بجدة، 2\264

(72). ندوة الإنجاب فى ضوء الإسلام ص 461

(73). ندوة الإنجاب فى ضوء الإسلام ص 461 – 462

(74). مقال دكتور محمد على البار، بنوک الحليب، مجلة مجمع الفقه الإسلامى التابع لمنظمة المؤتمر الإسلامى بجدة، 2\264

(75). اخبار، الأهرام 23/ 8/ 1983 تا 29/ 8/ 1983

(76). ندوة الإنجاب فى ضوء الإسلام ص 466

(77). النساء 23

(78). النساء 23

(79). ندوة الانجاب فى ضوء الاسلام، ص466

(80). مجلة مجمع الفقه الإسلامى، 2\282

(81). الطلاق 6

(82). المبسوط، 15\118

(83). مجلة مجمع الفقه الإسلامى بجدة، 2\281

(84). مجلة مجمع الفقه الإسلامى بجدة2\277

(85).

http//:www.bupa.co.uk/individuals/health–information/directory/b/breastfeeding

(26–01–2015; 12:10 AM)

(86). ندوة الإنجاب فى ضوء الإسلام، ص 35 – 36

(87). مقال دكتور محمد علي البار، بنوك الحليب، مجلة مجمع الفقه الإسلامي التابع لمنظمة المؤتمر الإسلامي بجدة، 2\264

(88). https//:www.hmbana.org/locations) 26-01-2015; 12:30 AM(

(89) .http//:www.europeanmilkbanking.com) /26-01-2015; 01:00 AM(

(90).Muslim Chanel ,Muslim Media Watch ,More than Breast Friends: Kinship and Muslim Milk Banks ,March 26 ,2013 by woodturtle ,From: http//:www.patheos.com/blogs/mmw/2013/03/more-than-breast-friends-kinship-and-muslim-milk-banks (26-01-2015; 01:00 AM)

(91) .Muslim Chanel ,Muslim Media Watch ,More than Breast Friends: Kinship and Muslim Milk Banks ,March 26 ,2013 http//:www.patheos.com/blogs/mmw/2013/03/more-than-breast-friends-kinship-and-muslim-milk-banks (26-01-2015; 01:00 AM)

(92). مجلة مجمع الفقه الإسلامي ج1 / ص 414-423

(93). ندوة الانجاب ص463

(94). مجلة مجمع الفقه الإسلامي بجدة، 2\273

(95). مجلة مجمع الفقه الإسلامي بجدة، 2\259

(96). ابن سعد، أبو عبد الله محمد بن سعد بن منيع (المتوفى:230هـ)، الطبقات الكبرى، دار الكتب العلمية بيروت، الأولى، 1410 هـ - 1990 م، 3\63

(97) . مجلة مجمع الفقه الإسلامي جده، ج1 / ص 418-419

(98). مجلة مجمع الفقه الإسلامي بجدة، 2\272

(99) .http//:www.islamset.net/arabic/aioms/injazat.html (26-01-2015; 10:00 AM)

(100). مجلة مجمع الفقه الإسلامي بجدة، 2\290

(101). قرار رقم:6 (2/6) ، بشأن بنوك الحليب، مجلس مجمع الفقه الإسلامي الدولي المنبثق عن منظمة المؤتمر الإسلامي ، مؤتمر الثاني بجدة من10 16 ربيع الآخر 1406هـ الموافق 22 28 كانون الأول ( ديسمبر ) 1985م،من موقع:

http//:www.fiqhacademy.org.sa/qrarat/2-6.htm (26-01-2015; 10:00 AM)

(102). هيئة كبار العلماء، برقم الفتوى رقم (15990 )، الجزء رقم :21، الصفحة رقم:44، من موقع:

http//:www.alifta.net /(26-01-2015; 11:00 AM)

(103). الدورة العادية الثانية عشرة للمجلس الأوروبى للإفتاء والبحوث المنعقدة فى مقره بدبلن فى الفترة من 6 10 ذى القعدة 1424هـ الموافق 2003/12/31 4 يناير 2004، القرار رقم (12/3)، بشأن انتفاع الأطفال من لبن بنوك الحليب القائمة فى البلاد الغربية، من موقع:

http//:e-cfr.org/new%/D8%.A7%.D9%.84%.D8%.A8%.D9%.8A%.D8%.A7%.D9%.86%.-D8%.A7%.D9%.84%.D8%.AE%.D8%.AA%.D8%.A7%.D9%.85%.D9%.89-12-2/(26-01-2015; 11:40 AM)